کارل مارکس

KARL MARX

سرمایہ

سرمایہ دارانہ پیداوار کا تنقیدی تجزیہ

جلداول

CAPITAL

A Critical Analysis of Capitalist Production

ترجمہ:امتیاز حسین۔ابن حسن

تیسرا باب

روپیہ، یا اشیاء کی گردش

فصلِ اول. _ قدر کا پیمانہ

میں نے اس کتاب میں آسانی کی غرض سے سونے کو شے-روپیہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔

روپے کا اولین کام اشیاء کو ان کی اقدار کے اظہار کے لئے مواد مہیا کرنا ہے، یا ان کی اقدار کو ایک ہی تسمیہ کے ایسے حجموں کے بطور پیش کرنا ہے جو خواصی اعتبار سے برابر اور مقداری اعتبار سے مختلف تناسب رکھتے ہوں۔اس طرح سے یہ [روپیہ] قدر کا یونیورسل پیمانہ بن جاتا ہے۔اور سونا اس کام کی وجہ سے، یعنی مساوی القوت کے منصب پر فائز ہونے کے ناتے، روپیہ بن جاتا ہے۔

یہ روپیہ نہیں جو اشیاء کو یکسانیت دیتا ہے۔ بلکہ حقیقت اس سے برعکس ہے۔اور وہ اس لئے کہ اقدار ہونے کے ناتے تمام اشیاء صرف کردہ محنِ انسانی ہی کی مرہونِ منت ہیں، چنانچہ ان میں یکسانیت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اقدار محض ایک ہی مخصوص شے کے ذریعے جانی جاسکتی ہیں، اور آخرالذر [اس مخصوص شے] کو ان کی اقدار کے عمومی پیمانے، یعنی روپے، میں بدلا جاسکتا ہے۔قدر کے پیمانے کی حیثیت سے روپیہ ایک ایسی منطقی شکل ہے، جو کہ ضرورت کے تحت قدر کا وہ پیمانہ اختیار کر لیتا ہے جو کہ اشیاء میں قدرتی طور پر موجود ہوتا ہے، یعنی عرصۂ محن۔[1]

ایک شے کی قدر کا سونے میں اظہار، یعنی:

x شے A = y شے 'روپیہ'

ہی اس کی شکلِ روپیہ یا قیمت ہے۔ایک تنہا مساوات، جیسے:

1 ٹن لوہا = 2 اونس سونا

اب لوہے کی قدر سماجی طور پر تسلیم شدہ انداز میں بیان کر رہی ہے۔اب یہاں پر کسی ایسی مساوات کی ضرورت باقی نہیں رہی جو کہ مساواتوں کے ایک ایسے طویل سلسلے کی شکل اختیار کر جائے کہ جس میں دوسری تمام اشیاء کی قدر بھی بتائی جائے، کیونکہ مساوی القوت شے سونا اب روپے کا کردار ادا کر رہا ہے، اور روپے کے خواص رکھتا ہے۔متعلقاتی قدر کی عمومی شکل اب سادہ یا یکتا متعلقاتی قدر کی بنیادی شکل میں آ گئی ہے۔دوسری طرف، متعلقاتی

قدر کا تصریحی اظہار، یعنی مساواتوں کا لامتناہی سلسلہ، اب ایک ایسی شکل میں آ گیا ہے جو کہ روپیہ - شے کی متعلقاتی قدر کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور اب [مساواتوں کا] یہ طویل سلسلہ خود بھی اصل اشیاء کی قیمتوں میں اپنی سماجی شناخت پا چکا ہے۔ چنانچہ اب ہمیں صرف فہرستِ قیمت کے اقتباسات ہی نظرِ ثانی کرنا ہوں گے، تا کہ تمام اشیاء میں اظہار پانے والی روپے کی قدر کے حجم کو جانا جا سکے۔ لیکن خود روپے کی اپنی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ اس کو دوسری تمام اشیاء کے ساتھ برابری میں لانے کے لئے ہمیں اس کو خود اس ہی کے مساوی القوت کے طور پر دیکھنا ہوگا۔

اشیاء کی قیمت یا شکلِ روپیہ ان کے عمومی قدری روپ کی مانند، ایک ایسی شکل ہے جو ان کی ظاہری جسمانی حالت سے بالکل مختلف ہے۔ چنانچہ یہ خالصتاً فرضی یا خیالی شکل ہے۔ لوہے، ململ اور مکئی کی قدر ان چیزوں میں حقیقی وجود رکھتی ہے، اگر چہ یہ اوجھل ہی رہتی ہے: اور سونے کے ساتھ اس کی برابری کی وجہ سے اس کو خیالی طور پر ظاہری روپ دیا جاتا ہے، یا یوں کہہ لیں کہ ایک ایسے تعلق کی صورت میں ہے جو صرف ان کے اپنے سرَ میں ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کے مالک کو چاہئے کہ ان کی قیمت کا اعلان کرنے سے قبل انہیں اپنی زبان مستعار مرحمت کرے، یا ان پر ٹکٹ چسپاں کرے۔ 2 چونکہ اشیاء کی قدر کا سونے کی شکل میں اظہار خالصتاً خیالی امر ہے چنانچہ ہم اس مقصد کے لئے فرضی یا خیالی روپیہ بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ہر تاجر جانتا ہے کہ جب وہ اپنے سامان کی قدر کو قیمت کی شکل میں یا فرضی روپے میں ظاہر کرتا ہے، تو درحقیقت وہ ان اشیاء کو روپے میں بدلنے سے کس قدر دور ہوتا ہے، اور یہ کہ اسے اپنے کروڑوں کے سامان کا تخمینہ لگانے کے لئے سونے جیسی دھات کے ایک ٹکڑے کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ چنانچہ جب روپیہ قدر کے پیمانے کا کام کرتا ہے تو اس کو محض فرضی یا خیالی روپے کے بطور ہی بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ اس صورتِ حال نے کئی جاہلانہ نظریات کو جنم دیا۔ 3 لیکن اگر چہ وہ روپیہ جو قدر کے پیمانے کا کردار ادا کرتا ہے محض خیالی روپیہ ہی ہے، قیمت داخلی طور پر ایک حقیقی ماہیت پر ہی منحصر ہے اور وہ روپیہ ہے۔ ایک ٹن لوہے میں پائی جانے والی قدر، یا دوسرے لفظوں میں محنِ انسانی کی مقدار تصور میں اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ روپیہ - شے کی اتنی ہی مقدار اس [لوہے] سے مساوی محن کی حامل ہے۔ چنانچہ اس اصول کی رو سے اگر سونا چاندی یا تانبا قدر کے پیمانے ہوں تو ایک ٹن لوہے کی قدر مختلف قیمتوں میں بیان کی جائے گی، دوسرے لفظوں میں ان دھاتوں کی بالترتیب مختلف قسم کی بہت سی مقداروں میں بیان کی جائے گی۔

اگر دو مختلف اشیاء جیسے سونا اور چاندی، ایک ہی وقت میں قدر کے پیمانے ہوں تو تمام اشیاء کی قیمت دو طرح سے ہوگی_ ایک سونے کے ذریعے قیمت کا اظہار، اور دوسرے چاندی کے ذریعے قیمت کا اظہار۔ یہ دونوں قسم کی قیمتیں پہلو بہ پہلو چلیں گی، جب تک کہ چاندی کی قدر کا تناسب سونے کے لحاظ سے بدل نہیں جاتا، مثلاً 1 اور 15 کے تناسب میں۔ ان کے باہمی تناسب میں رونما ہونے والی ہر تبدیلی اس تناسب کو بھی متاثر کرے گی جو

اشیاء کی سونا قیمت اور چاندی قیمت کے درمیان موجود ہے۔ پس ان حقائق سے ثابت ہوتا ہے کہ قدر کا دوہرا معیار ایک معیار کے عوامل کے تحت غیر موزوں ہوتا ہے۔ 4

مخصوص قیمتوں کی حامل اشیاء اپنے آپ کو مندرجہ ذیل شکل میں پیش کرتی ہیں:

a شے A = x سونا

b شے B=z سونا

c شے C=y سونا

جبکہ c، b، a مخصوص مقداروں کی حامل C، B، A اشیاء کی نمائندگی کرتی ہیں، اور z، y، x سونے کی مخصوص مقداروں کی۔ ان اشیاء کی قدریں، خیال ہی خیال میں، سونے کی اتنی ہی تعداد کی مقداروں میں تبدیل کر دی جاتی ہیں۔ پس خود اشیاء کی اپنی رنگارنگ اقسام کے باوجود، ان کی اقدار ایک ہی تسمیہ، یعنی سونے کے حجم بن جاتے ہیں۔ اب وہ ایک دوسرے کے لحاظ سے موازنے اور پیمائش کے اہل ہو چکے ہیں، چنانچہ ضرورت تکنیکی طور پر اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ ان کا سونے کی متعینہ مقدار سے موازنہ کیا جائے جو اکائی پیمانہ ہے۔ یہ اکائی پیمانہ متعدد حصوں کی مزید تقسیم کے بموجب خود بھی ایک معیار یا پیمانہ بن جاتا ہے۔ روپیہ بننے سے قبل ہی سونا، چاندی اور تانبا اپنے معیارِ وزن میں ایسے معیاری پیمانوں کے حامل ہوتے ہیں، اور وہ اس طرح کہ، مثال کے طور پر، ایک پونڈ وزن جب وزن کی اکائی کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو ایک طرف یہ اونسوں میں قابلِ تقسیم بھی ہوتا ہے، اور دوسری طرف ہنڈرڈ ویٹ بنانے کے لئے اس کو اکٹھا بھی کیا جا سکتا ہے۔ 5 یہ اس وجہ سے ممکن ہوا کہ ہر قسم کی دھاتی نقدی میں جو نام روپے کے معیاروں یا قیمتوں کو دئے گئے وہ بنیادی طور پر اوزان کے معیارات کے ماقبل ناموں ہی سے اخذ کردہ تھے۔

روپے کو بطور 'قدر کا پیمانہ' اور بطور 'قیمت کا معیار' دو بالکل مختلف کام سرانجام دینے ہوتے ہیں۔ یہ اتنا ہی قدر کا پیمانہ ہے جتنا کہ محنِ انسانی کی سماجی طور پر تسلیم شدہ جسمانی شکل ہے؛ یہ اتنا ہی قیمت کا پیمانہ ہے جتنا کہ دھات کا ایک متعینہ وزن ہے۔ قدر کے پیمانے کی حیثیت سے یہ مختلف اقسام کی تمام اشیاء کی اقدار کو قیمتوں میں بدلنے کے کام آتا ہے، یعنی سونے کی فرضی مقداروں میں؛ قیمت کا معیار ہونے کے ناتے یہ سونے کی انہیں [فرضی] مقداروں کی پیمائش کرتا ہے۔ اقدار کا پیمانہ اشیاء کی پیمائش ان کے اقدار ہونے کی رو سے ہی کرتا ہے۔ قیمت کا معیار، اس سے برعکس، سونے کی متعدد معیاروں کی پیمائش سونے کی ایک خاص اکائی مقدار کے ذریعے سے کرتا ہے، نہ کہ سونے کی ایک مقدار کی قدر کو دوسری مقدار کے وزن سے۔ سونے کو قیمت کا معیار بنانے کے لئے ایک خاص وزن کو اکائی کے طور پر اس کے ساتھ لازم کر دینا چاہئے۔ اس صورت میں بھی، جیسا کہ ایک

ہی تسمیہ کی باقی کی تمام مقداروں کی پیمائش میں سب سے ضروری یہ ہے کہ پیمائش کی ایک بے بدل اکائی قائم کر دی جائے۔ پس اس اکائی میں جتنا کم ردوبدل رونما ہوگا، قیمت کا پیمانہ اتنا ہی زیادہ خوش اسلوبی سے اپنا کام سرانجام دے گا۔ لیکن صرف اس وجہ سے کہ یہ خود بھی محن کا مصنوعہ ہی ہے، اس لئے اس کی قدر بھی امکانی طور پر بدل سکتی ہے، تو کیا سونا قدر کے پیمانے کا کام دے سکتا ہے؟[6]

یہ بات بہت واضح ہے کہ سونے کی قدر میں تبدیلی کسی بھی طور پر اس کے قیمت کے معیار کے بطور کام میں خلل انداز نہیں ہوتی۔ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ یہ قدر کس انداز میں بدلتی ہے، البتہ دھاتوں کی مختلف مقداروں کی اقدار کا باہمی تناسب مستقل ہی رہتا ہے۔ اس کی قدر میں جتنی چاہے کمی آ جائے، 12 گرام سونے کی قدر 1 گرام سونے کی قدر سے بارہ گنا ہی رہتی ہے، اور قیمتوں میں صرف سونے کی مختلف مقداروں کے باہمی تعلق ہی کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔ دوسری طرف اگر ایک گرام سونے کی قدر میں کمی بیشی اس کے وزن پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تو وزن کے مختلف حصوں میں بھی کسی قسم کی تبدیلی نہیں آئے گی۔ اس طرح سے سونا ہمیشہ قیمت کے ناقابلِ بدل معیار کی مانند کام آ سکتا ہے، اس سے کچھ فرق نہ پڑے گا کہ اس کی قدر میں جتنی بھی تبدیلی آ جائے۔

دوسری بات یہ کہ سونے کی قدر میں آنے والی تبدیلی اس کے قدر کے پیمانے کے بطور کام میں بھی خلل انداز نہیں ہو سکتی۔ یہ تبدیلی تمام اشیاء کو بیک وقت متاثر کرتی ہے، چنانچہ مختلف قسم کی مساوی چیزیں اپنی باہمی اقدار کو بے بدل ہی رکھتی ہیں، اگرچہ وہ اقدار اب کم یا زیادہ سونا قیمت میں بیان ہو رہی ہیں۔

بالکل اسی طرح جیسے ہم کسی بھی شے کی قدر کا اندازہ کسی دوسری شے کی قدرِ صرف کی خاص مقدار سے لگاتے ہیں۔ لہٰذا آخر الذکر کی قدر کا سونے میں تخمینہ لگاتے ہوئے ہم اس سے زیادہ اور کچھ تصور نہیں کر سکتے کہ کسی خاص وقت کے دوران، سونے کی ایک خاص مقدار کی پیداوار کے لئے مخصوص مقدارِ محن ہی کی لاگت آتی ہے۔ جہاں تک قیمتوں کے عمومی اتار چڑھاؤ کا تعلق ہے، وہ اس ابتدائی متعلقاتی قدر کے قوانین کے تابع ہیں جنہیں ہم پچھلے باب میں زیر بحث لا چکے ہیں۔

اشیاء کی قیمتوں میں عمومی اضافہ صرف ان اسباب کی بنا پر ہو سکتا ہے: یا تو ان کی اقدار میں اضافے سے، روپے کی قدر مستقل رہتے ہوئے؛ یا پھر روپے کی قدر میں کمی سے، اشیاء کی قدر مستقل رہتے ہوئے۔ دوسری طرف قیمتوں میں یہ عمومی کمی صرف ان اسباب کی بنا پر ہو سکتی ہے: یا تو اشیاء کی اقدار میں کمی سے، روپے کی قدر مستقل رہتے ہوئے؛ یا پھر روپے کی قدر میں اضافے سے، اشیاء کی قدر مستقل رہتے ہوئے۔ چنانچہ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ روپے کی قدر میں اضافہ اشیاء کی قیمتوں میں نسبتی کمی کا باعث بنتا ہے، یا یہ کہ روپے کی قدر میں کمی قیمتوں کے نسبتی اضافے کا سبب بنے گی۔ قیمت کی اس طرح کی تبدیلی صرف ان اشیاء کے سلسلے ہی میں راست ہو

گی کہ جن کی قدر مستقل رہے۔ مثال کے طور پر ان [اشیاء] کے ساتھ کہ جن کی قدر میں روپے کے ساتھ ہی اور اسی کے تناسب سے اضافہ ہو تو ان کی قیمتوں میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ اور اگر ان [اشیاء] کی قدر میں روپے کی قدر کے لحاظ سے، تیز روی یا سست روی سے اضافہ ہو تو ان کی قیمتوں میں کمی یا اضافہ خود ان کی اور روپے کی قدروں میں آنے والی تبدیلیوں کے فرق کے تحت جانا جائے گا؛ وغیرہ۔

اب ہم دوبارہ شکلِ قیمت پر بحث کرتے ہیں۔

رفتہ رفتہ روپے کی شکل اختیار کرنے والی قیمتی دھاتوں کے مختلف وزنوں کے موجودہ نامِ روپیہ ان حقیقی اوزان سے عدمِ مطابقت رکھتے ہیں جو ان ناموں کے ذریعے ظاہر کئے جاتے ہیں۔ یہ عدمِ مطابقت ان تاریخی وجوہات کا نتیجہ ہے، جن میں معتبر حسبِ ذیل ہیں:

(1) غیر ملکی روپے کی ایک نامکمل طور پر ارتقا پذیر معاشرتی ڈھانچے میں درآمد، یہ روم کے ابتدائی دنوں کا واقعہ ہے، جہاں پر سونے اور چاندی کے سکے غیر ملکی اشیاء کے بطور چلائے گئے۔ ان غیر ملکی سکوں کے نام دیسی اوزان کے ناموں کے ساتھ کبھی ہم آہنگ نہ ہوئے۔ (2) جوں جوں دولت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے زیادہ قیمت دھات کم قیمت دھات کو قدر کے پیمانے کے طور نکال باہر کرتی ہے، جیسے تانبے کی جگہ چاندی اور چاندی کی جگہ سونا۔ ترتیب کا یہ قاعدہ شاعرانہ واقعہ نگاری سے جتنا چاہے تضاد رکھتا ہو۔7 مثال کے طور پر پونڈ pound کا لفظ وہ نامِ روپیہ تھا جو کہ چاندی کے حقیقی ایک پونڈ وزن کو تفویض کیا گیا۔ جب سونے کی جگہ، قدر کے پیمانے کے طور پر چاندی نے لے لی، تو یہی نام سونے اور چاندی کے باہمی تناسب کے حساب سے استعمال کیا گیا۔ یہ تناسب غالباً سونے کا پندرھواں حصہ ہے۔ لفظ پونڈ نامِ روپیہ کے بطور، اسی لفظ کے بطور نامِ وزن سے ممیّز ہو جاتا ہے۔8 (3) قدیم بادشاہ اور شہزادے صدیوں تک روپے کی بنیادوں کو اس قدر کھوکھلا کرتے رہے کہ سکوں کے اصلی اوزان اب محض نام ہی ہو کر رہ گئے ہیں۔9

ان تاریخی وجوہات ہی نے نامِ روپیہ کو نامِ وزن سے علیحدہ کرنے کو کمیونٹی کی لازمی عادت کے طور پر قائم کر دیا۔ ایک طرف تو روپے کا معیار خالصتاً روایتی ہے، لیکن دوسری طرف اس کو عمومی مقبولیت بھی ضرور ملنی چاہئے، اور آخر کار قانون ہی اسے نظم میں رکھتا ہے۔ قیمتی دھاتوں کا کوئی بھی وزن، مثال کے طور پر ایک اونس سونا، کئی ہم قسم حصوں میں تقسیم ہوتا جاتا ہے، جن کو قانونی طور پر نام بھی تفویض کئے جاتے ہیں، جیسے پونڈ، ڈالر وغیرہ۔ یہ ہم قسم یا برابر حصے، جو کہ بعد ازاں روپے کی اکائی کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں، اور جو مخصوص قانونی ناموں کے ساتھ، جیسے شلنگ، پے نی، وغیرہ، مزید چھوٹے حصوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔10 لیکن اس سے قبل یا مابعد کہ اس تقسیم کو عمل میں لایا جائے، دھات کا ایک مخصوص وزن ہی دھاتی روپے کا معیار ہوتا ہے۔ یہی واحد تبدیلی چھوٹی تقسیم کی

وجہ تسمیہ ہے۔

قیمتیں یا سونے کی مقداریں، جن میں اشیاء کی اقدار فرضی طور پر تبدیل ہوتی ہیں، اب سکوں کے ناموں میں بیان ہو رہی ہیں، یا معیارِ سونا کی ذیلی تقسیموں کے قانوناً جائز ناموں میں۔ پس بجائے یہ کہنے کے کہ دس کلو گندم ایک اونس سونے کے برابر ہے، ہم یہ کہیں گے کہ، یہ 3 پونڈ، 17 شلنگ، یا ساڑھے دس ڈالر کی قیمت رکھتی ہے۔ اس طریقے سے اشیاء اپنی قیمتوں کے ذریعے یہ بتاتی ہیں کہ ان کی قدر کتنی ہے۔ جب کبھی کسی چیز کی قدر مقرر کرنے کا سوال ہو، تو روپیہ حسابی روپے کے بطور استعمال ہوتا ہے۔ 11

ایک چیز کا نام اس چیز کے اندر پائے جانے والے خواص سے مختلف ہوتا ہے۔ اگر میں کسی زید کے صرف نام ہی سے واقفیت رکھتا ہوں تو درحقیقت میں اس آدمی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ یہی معاملہ روپے کے ساتھ ہے، قدری تعلق کی ہر نشانی پونڈ، ڈالر، فرانسس، ڈوکیٹ، وغیرہ ناموں میں غائب ہو جاتی ہے۔ وہ الجھن جو ان مخفی اشارتوں کو مخفی معنی تفویض کرنے سے لاحق ہوتی ہے، درحقیقت بہت بڑی الجھن ہے کیونکہ یہ نامِ روپیہ بیک وقت اشیاء کی اقدار کو بھی بیان کرتے ہیں اور اس دھات کے مساوی اوزان کو بھی جو کہ روپے کا معیار ہے۔ 12 دوسری طرف یہ بات بڑی ضروری ہے کہ قدر کو، اس مقصد کے تحت کہ اسے اشیاء کی مختلف جسمانی اشکال سے ممیّز کیا جا سکے، یہی مادی اور بے معنوی لیکن ساتھ ہی خالص سماجی شکل بھی اختیار کرنا چاہئے۔ 13

قیمت، اشیاء میں لگی ہوئی محنت کا نامِ روپیہ ہی ہے۔ پس ایک شے کی ان روپوں کے ساتھ برابری کا اظہار، جو اس [شے] کی قیمت تشکیل دیتے ہیں، دراصل ایک ہی بیان کے دو پیرائے ہیں۔ 14 بالکل اسی طرح جیسے عمومی طور پر ایک شے کی متعلقاتی قدر کا اظہار دراصل دو اشیاء کی برابری کا ہی بیان ہے۔ لیکن اگرچہ قیمت، ایک شے کی قدر کے حجم کا مظہر ہونے کے ناتے، اس کے روپے کے ساتھ مبادلی تناسب کی مظہر بھی ہے، یہ بات ضروری نہیں کہ اس مبادلی تناسب کا مظہر ہوتے ہوئے شے کی قدر کا مظہر بھی ہوا جائے۔ فرض کرتے ہیں کہ سماجی طور پر ضروری محن کی دو مساوی مقداریں 10 کلو گندم اور 2 پونڈ (تقریباً 1/2 اونس سونا) کی شکل میں بیان ہوتی ہیں، اب 2 پونڈ [کی رقم] درحقیقت دس کلو گندم کی قدر کے حجم کا روپے میں اظہار ہے، یعنی اس کی قیمت ہے۔ اب اگر حالات اس بات کی اجازت دیں کہ اس قیمت کو 3 پونڈ تک بڑھا دیا جائے، یا پھر 1 پونڈ تک کم کر دیا جائے، پھر اگرچہ 1 پونڈ اور 3 پونڈ گندم کی قدر کے حجم کو ٹھیک طور پر بیان کرنے والی بہت کم یا بہت زیادہ [رقم] ہو، اس سب کے باوجود یہ اس کی قیمتیں ہیں، اور وہ اس لئے کہ، اولاً یہ [رقمیں] ایسی شکلیں ہیں کہ جن کے تحت اس کی قدر ظاہر ہوئی ہے، مطلب روپے؛ ثانیاً یہ کہ روپے کے ساتھ اس کے مبادلی تعلق کی مظہر بھی ہیں۔ اگر پیداواری حالات، یا دوسرے لفظوں میں محن کی پیداواری قوت مستقل رہے تو سماجی عرصۂ محن کی اتنی ہی مقدار قیمت میں تبدیلی سے قبل

اور مابعد 10 کلوگندم کی بازتخلیق کے لئے استعمال ہونی چاہئے۔ یہ صورتِ احوال گندم کے پیداکاروں کی مرضی پر ہی منحصر ہے اور نہ ہی دوسری اشیاء کے مالکان کی مرضی پر۔

قدر کا حجم سماجی پیداوار کے تعلق کو بیان کرتا ہے، یہ اس رابطے کو بیان کرتا ہے جو کہ ایک خاص چیز اور سماج کے کل عرصۂ محنت کے اُس خاص حصے کے درمیان لازمی طور پر پایا جاتا ہے جو اس چیز کی تیاری کے لئے درکار ہوتا ہے۔ پھر جیسے ہی قدر کا حجم قیمت میں بدلتا ہے تو متذکرہ بالا لازمی تعلق اس کم یا زیادہ اتفاقی مبادلی تناسب کی شکل اختیار کر لیتا ہے، جو کہ ایک واحد شے کا دوسری یعنی روپیہ-شے کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن یہ مبادلی تعلق یا تو اس شے کی قدر کے حقیقی حجم کو بیان کر سکتا ہے یا پھر سونے کی اس مقدار کو جو کہ اس قدر کو تج رہی ہوتی ہے، اور جس سے صورتِ احوال کی مناسبت سے یہ علیحدہ ہو رہی ہوتی ہے۔ اس لئے قیمت اور قدر کے حجم کی عدم موزونیت کا امکان، یا پھر قیمت کا قدر کے حجم سے انحراف اندرونی طور پر ہی قیمت کی شکل میں شامل ہوتا ہے۔ یہ کوئی نقص نہیں بلکہ، اس سے برخلاف، یہ شکلِ قیمت کو ایک ایسے طرزِ پیداوار کے مطابق بناتا ہے کہ جس کے اندرونی قوانین بالکل ایسے قوانین کی صورت میں لاگو کرتے ہیں جو بظاہر ایسی غیر قانونی بے قاعدگیاں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کی کمی کو پورا کرتی ہیں۔

شکلِ قیمت نہ صرف اس مقداری عدمِ مطابقت کے امکانات کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے، جو کہ قدر کے حجم اور قیمت کے درمیان پائی جاتی ہے، یعنی قدر کے حجم اور اس کے روپے کی صورت میں اظہار کے مابین؛ بلکہ یہ خواصی عدمِ مطابقت کو مخفی بھی رکھ سکتی ہے، اتنا کہ اگرچہ روپیہ بجز اشیاء کی قدری شکل کے اور کچھ نہیں، قیمت یکسر قدر کے اظہار سے عاری ہو جاتی ہے۔ وہ چیزیں جو اپنے تئیں اشیاء نہیں ہوتے، جیسے ضمیر یا عزت و آبرو وغیرہ، مگر ان میں اتنی اہلیت ہوتی ہے کہ ان کا اہل انہیں بیچ بھی سکتا ہے۔ اور یہ اس طرح سے کہ اپنی قیمت کے بل بوتے پر وہ اشیاء کی صورت میں آ جاتے ہیں۔ پس ایک چیز قدر کی عدم موجودگی میں بھی قیمت کی حامل ہو سکتی ہے۔ مگر اس معاملے میں قیمت فرضی ہی ہوگی، جیسے ریاضی میں متعدد مقداریں ہوتی ہیں۔ دوسری طرف ممکن ہے کہ فرضی شکلِ قیمت کہ کبھی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر حقیقی قدری تعلق کو مخفی کر دے؛ مثال کے طور پر بنجر زمین کی قیمت، جو کہ قدر سے مبرا ہوتی ہے، کیونکہ اس پر کسی قسم کا انسانی محنت نہیں لگا ہوتا۔

قیمت، عمومی متعلقاتی قدر کی طرح، ایک شے کی قدر کو (جیسے ایک ٹن لوہا) بیان کر سکتی ہے، [مگر] یہ وضاحت کرتے ہوئے کہ مساوی القوت (جیسے ایک اونس سونا) کی دی گئی مقدار لوہے سے براہِ راست بدلی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ اس اصول کا معکوس بالکل نہیں بیان کرتی کہ لوہا سونے سے براہِ راست بدلا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس مقصد کے لئے کہ ایک شے عملاً قدرِ مبادلہ کا کردار موثر انداز میں ادا کرے، اسے اپنی جسمانی ساخت کو چھوڑنا ہوتا

ہے، اسے اپنے آپ کو فرضی سونے سے حقیقی سونے میں بدلنا ہوگا، اگر چہ اس شے کے لئے ایسی تبدیلی ہیگلیائی 'خیال' میں تبدیلی، لازمیت کی آزادی میں، یا لابسٹر کے اپنا گھونگھا اتارنے سے، یا سنت جیروم کے ازلی برائی کو بھگانے سے، مشکل ہوسکتی ہے۔ 15[15] اگر چہ، ہوسکتا ہے کہ کوئی شے اپنی حقیقی شکل کے ساتھ ساتھ (جیسے لوہا) ہمارے تصور میں سونے کی شکل اختیار کر لے، یہ بیک وقت سونا اور لوہا، ہر دو نہیں ہوسکتی۔ اس کی قیمت کو حقیقی شکل دینے کے لئے کافی ہے کہ اسے خیالی طور پر سونے کے ساتھ مساوی رکھا جائے۔ لیکن اسے اس قابل بنانے کے لئے کہ یہ اپنے مالک کے لئے یونیورسل مساوی القوت کا کام دے، لازمی ہے کہ اسے حقیقتاً سونے سے بدلا جائے۔ اگر لوہے کے مالک کو کسی دوسری شے کے مالک کے پاس مبادلے کی غرض سے جائے، اور لوہے کی قیمت کا حوالہ بطور اس ثبوت کے دے کہ لوہا پہلے ہی سے روپیہ ہے، اسے وہی جواب حاصل کرنا ہوگا جو کہ سینٹ پیٹر نے دانتے کو دیا تھا، جب دانتے نے اس عقیدے کا ورد کیا تھا:

''اب ہمارے پاس اس سکّے کی قدر و قیمت کا معقول تصور موجود ہے؛
لیکن تم مجھے یہ بتاؤ آیا کہ تمہارے پاس یہ [سکّے] موجود ہیں۔''

چنانچہ قیمت میں یہ دونوں عناصر در آتے ہیں کہ ایک شے روپے سے بدلی جاسکتی ہے، اور یہ کہ اس کا مبادلہ ضرور اسی انداز میں ہونا چاہیے۔ دوسری طرف سونا قدر کے فرضی پیمانے کے طور پر استعمال ہوتا ہے، صرف اس لئے کہ یہ پہلے ہی مبادلے کے عمل میں اپنے آپ کو شے۔روپیہ کے طور پر قائم کر چکا ہے۔ قدر کی فرضی پیمائش کے پیچھے حقیقی نقدی چھپی ہوتی ہے۔

فصلِ دوم۔ گردش کا ذریعہ

a۔ اشیاء کی صوری تبدیلی

ہم نے پچھلے باب میں دیکھا کہ اشیاء کا تبادلہ متضاد اور ایک دوسرے سے مختلف صورتوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ اشیاء کا اشیاء اور روپے میں فرق کرنا ان بے آہنگیوں کو ختم نہیں کرتا بلکہ ایسا انداز مہیا کرتا ہے جس کے تحت وہ ساتھ ساتھ وجود رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ عموی انداز ہے جس میں یہ حقیقی تضادات پھر سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ تضاد ہی تو ہے کہ ایک ایسے جسم کی تصویر کشی کی جائے جو ایک خاص تسلسل کے ساتھ ایک اور جسم کی جانب کھنچتا چلا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اس سے مسلسل دور بھی ہٹتا جائے۔ بیضوی انداز میں حرکت کرنا حرکت کی ایک ایسی قسم ہے، جس میں کوئی چیز بیک وقت کسی جسم کو اپنے آپ سے دور بھی کرتی جاتی

ہے اور بیک وقت اپنی طرف کھنچتی بھی جاتی ہے۔

جہاں تک کہ مبادلہ ایک عمل کا نام ہے، یہ ایسا عمل ہے کہ جس کے تحت اشیاء ان ہاتھوں سے نکل کر کہ جن کے لئے یہ غیر اقدارِ صرف ہوتی ہیں، ان ہاتھوں میں پہنچ جائیں جن کے لئے یہ اقدارِ صرف ہیں، یہ مادے کی سماجی گردش ہوگی۔ ایک نوع کی محنِ مفید دوسری نوع کی محنِ مفید کی جگہ لیتی ہے۔ جب ایک بار ایک شے کسی جگہ رک جائے یعنی جہاں یہ قدرِ صرف کا کام دے، تو یہ مبادلے کے دائرے سے نکل کر استعمال میں آ جاتی ہے۔ لیکن فی الوقت اول الذکر دائرہ ہی ہماری دلچسپی کا موضوع ہے۔ چنانچہ اب ہمیں مبادلے کو ہئیتی نقطۂ نظر سے دیکھنا ہے؛ تاکہ شے کی اس ہئیتی یا صوری تبدیلی کا سراغ لگایا جائے جو کہ مادے کی سماجی گردش پر اثر انداز ہوتی ہے۔

شکل کی اس تبدیلی کی قانون کے بطور وضاحت بہت تشنہ ہوگی۔ اس تشنگی کی وجہ خود قدر کے مبہم نظریات سے درکنار یہ ہے کہ ایک شے کی ہئیت میں آنے والی ہر قسم کی تبدیلی دو اشیاء کے باہمی مبادلے ہی کا نتیجہ ہوتی ہے، ان میں ایک عام شے اور دوسری شے - روپیہ ہے۔ اگر ہم صرف اس مادی حقیقت ہی کو سامنے رکھیں کہ ایک شے کا سونے سے مبادلہ کیا جاتا ہے، اس صورت میں ہم اس انتہائی اہم بات کو یکسر نظر انداز کر جاتے ہیں جس کا ہمیں ضرور مشاہدہ کرنا چاہئے _ یہ کہ شے کی ہئیت میں کون سی تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ ہم ان حقائق سے صرفِ نظر کر جاتے ہیں کہ سونا، جب محض شے ہوتا ہے، روپیہ نہیں ہوتا۔ اور جب دوسری اشیاء اپنی قدر سونے میں بتاتی ہیں تو اس صورت میں یہ بجز ان اشیاء کی شکلِ روپیہ کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

اشیاء سب سے پہلے، مبادلے میں ویسے ہی داخل ہونی ہیں جیسے کہ وہ ہیں [یعنی اپنے اصلی روپ میں]۔ پھر [مبادلے کا] یہ عمل ان کو اشیاء اور روپے کی صورت میں الگ الگ کر دیتا ہے، اور اس طرح سے ایک ایسی خارجی مخاصمت پیدا کر دیتا ہے، جو کہ ان اشیاء کے اندر فطری طور پر پائی جانے والی مخاصمت کی مانند ہی ہوتی ہے، جو بیک وقت قدرِ صرف اور قدر ہوتی ہے۔ اشیاء اقدارِ صرف ہونے کی وجہ سے اب روپے سے مخاصمت اختیار کر جاتی ہیں جو اب یہ قدرِ مبادلہ ہے۔ دوسری طرف دونوں متضاد طرفین اشیاء ہیں، یعنی قدرِ صرف اور قدر کا امتزاج۔ لیکن امتیازات کی یہ وحدت اپنے آپ کو متضاد قطبین کی شکل میں لے آتا ہے، مگر ہر قطب میں متضاد طریقے سے۔ قطبین ہونے کی وجہ سے وہ آپس میں اتنا ہی تضاد رکھتے ہیں جتنا کہ ان کی جڑت ہے۔ مساوات کے ایک طرف ہمارے پاس ایک عام سی شے ہوتی ہے، جو کہ حقیقتاً ایک قدرِ صرف ہوتی ہے۔ اس کی قدر کو محض فرضی طور پر ہی اس کی قیمت میں بیان کیا جا سکتا ہے، جس (قیمت) کے تحت یہ اپنے مدِّ مقابل یعنی سونے سے بھی مساوی ہوتی ہے، جو کہ اس کی قدر کی حقیقی جسمانیت ہے۔ دوسری طرف سونا بھی، [قیمتی] دھات ہونے کی وجہ سے، روپے کی مانند قدر کی تجسیم ہوتا ہے۔ سونا، بحیثیت سونے کے، بذاتِ خود قدرِ مبادلہ ہے۔ جہاں تک اس کی قدرِ صرف کا تعلق ہے، جو

کہ صرف خیالی وجود ہی رکھتی ہے، اس کو متعلقاتی قدر کی ایک ایسی زنجیر کی صورت میں بیان کیا جا سکتا ہے جس کے تحت یہ دوسری تمام اشیاء سے مقابل آتا ہے۔ اور جن [اشیاء] کے استعمالات کا مجموعہ سونے کے مختلف استعمالات کے برابر ہے۔ اشیاء کی متضاد اشکال ہی دراصل وہ حقیقی اشکال ہیں کہ جن میں ان کے مبادلے کا عمل وقوع پذیر ہوتا ہے۔

اب ہم کسی شے کے مالک سے رابطہ کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم اپنے پرانے دوست ہی کو فرض کر لیتے ہیں، جو کہ ململ بُنتا تھا، اور جائے وقوعہ منڈی تصور کرتے ہیں۔ اس کا 20 گز ململ 2 پونڈ کی ایک خاص قیمت رکھتا ہے۔ وہ 2 پونڈ میں اس کا تبادلہ کرتا ہے، اور پھر، ایک اچھے قدیم وضع کے آدمی کی طرح وہ اس 2 پونڈ کی بائبل خرید کر مبادلے کے عمل سے الگ ہو جاتا ہے۔ ململ جو اس کی نظر میں محض شے ہے، یعنی قدر کی حامل جسمانیت، وہ اس کو مبادلے کے عمل میں سونے، جو کہ ململ کی قدری ہئیت ہے، سے مبادلہ کرتے ہوئے بُعد میں لے جاتا ہے۔ اور اس ہئیت سے جدا ہو کر وہ دوسری شے 'بائبل ' کے لئے دوبارہ اس عمل میں شامل ہو جاتا ہے، جبکہ بائبل اس کے گھر میں ایک افادہ چیز بن کر داخل ہو جاتی ہے اور گھر والوں کے لئے روحانی بالیدگی مہیا کرتی ہے۔ چنانچہ مبادلہ، دو متضاد مگر باہمی وابستہ صوری تبدیلیوں کے بعد ایک بیّن سچائی بن جاتا ہے، یعنی ایک شے کو روپے میں بدل کر اور پھر اس روپے کو دوبارہ شے میں بدل کر۔ [16] اس صوری تبدیلی کی دو جہتیں، جولاہے کے دو قسم کے کاروباری معاملات سے آشکار ہوتی ہیں_ اولاً فروخت، یعنی شے کا روپے سے مبادلہ، ثانیاً خرید، یعنی روپے کا شے سے مبادلہ۔ اور ان دونوں کاموں کا انضمام، یعنی خرید کی غرض سے فروخت۔

اس سارے کے سارے کاروباری معاملے کا نتیجہ، جولاہے کے لحاظ سے، یہ ہے کہ اس کے پاس ململ کی ملکیت کے بجائے بائبل کی ملکیت ہے؛ یعنی اپنی اصلی شے کی جگہ اب اس کے پاس اتنی ہی قدر کی حامل، مگر استعمال کے لحاظ سے دوسری شے ہے۔ اس طریقے سے وہ اپنے لئے استعمال کی دوسری چیزیں اور پیداوار کے دیگر ذرائع بھی پیدا کر لیتا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے یہ سارے کا سارا عمل، بجز اس بات کے اور کچھ نہیں کہ اس کی محن کی مصنوعات کا تبادلہ کسی دوسرے کی محن کی مصنوعات سے ہوتا ہے، یعنی یہ محض مصنوعات کا تبادلہ ہے۔ چنانچہ اشیاء کا تبادلہ مبادلے کے عمل کے دوران ذیل میں درج تبدیلی ہی سے دوچار ہوتا ہے:

شے_روپیہ_شے،

C_M_C

اس سارے عمل کا نتیجہ، جہاں تک کہ اس کے اجزاء C_C, کا تعلق ہے، یعنی ایک شے کا دوسری شے سے تبادلہ، یہ مجسم سماجی محن کی گردش ہے۔ جب یہ نتیجہ اخذ ہو جاتا ہے تو یہ عمل اپنے انجام کو پہنچتا ہے۔

C_M'، پہلی صوری تبدیلی یا عملِ فروخت

وہ جست جو قدر شے کے جسم سے سونے کے جسم کی طرف بھرتی ہے، شے کی ہوائی قلابازی ہے۔ یہ نام میں نے اکثر اس جست کے لئے استعمال کیا ہے۔ اگر یہ [جست] کم رہ جائے، پھر، اگرچہ خود اس شے کو کوئی گزند نہیں آتا، اس کا مالک اس نقصان سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ محن کی سماجی تقسیم اس [مالک] کے محن کو اسی انداز میں یک جہت کر دیتی ہے جس طرح سے اس کی حاجات کثیرالجہتی ہوتی ہیں۔ یہ بعینہٖ وہ وجہ ہے کہ جس کے تحت اُس کے محن کی مصنوعہ صرف اُسی کے لئے قدرِ مبادلہ کا کام کرتی ہے۔ لیکن یہ [مصنوعہ] سماجی طور پر تسلیم شدہ یونیورسل مساوی القوت کے خواص حاصل نہیں کر سکتی، سوائے اس کے کہ اسے روپے میں بدلا جائے۔ تاہم وہ روپیہ کسی اور کی جیب میں ہوتا ہے۔ اس روپے کو اس جیب سے اینٹھنے کے لئے ہمارے دوست کی شے کو روپے کے مالک کے لئے دوسری تمام چیزوں سے زیادہ قدرِ صرف کا حامل ہونا چاہیئے۔ اس مقصد کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ اس پر خرچ کیا جانے والا محن اس قسم کا ہو جو کہ سماجی طور پر اس طرح سے مفید ہو کہ وہ محن کی سماجی تقسیم کی ایک شاخ کے زمرے میں آ جائے۔ لیکن محن کی تقسیمِ کار دراصل پیداوار کا ایک ایسا نظام ہے جو کہ خود سے نشو و نما پا چکا ہے اور پیداوارکنندگان کے پسِ پشت یہ عمل جاری بھی رہتا ہے۔ وہ شے کہ جس کا مبادلہ مقصود ہے، کسی نئے قسم کے محن کی مصنوعہ بھی ہو سکتی ہے، جو کہ نئے انداز میں رونما ہونے والی ضروریات کی تسکین کرنے کا دعویٰ کرتی ہے، یا یہ خود بھی نئے قسم کی ضروریات کے نمودار ہونے کا باعث بن سکتی ہے۔ ایک جزوی سرگرمی، جو ایک خاص شے کی تیاری کے [مجموعی] عمل میں سے ایک پیداکار نے کل کو جزوی طور پر اختیار کر رکھی تھی، ممکن ہے کہ آج وہ اس اجتماعی ربط کو تج کر محن کی آزاد شکل میں آ جائے، اور اپنی جزوی مصنوعہ کو ایک آزاد شے کے بطور میں منڈی میں بھیجے۔ اس قسم کی [جزوی] علیحدگی کے لئے حالات سازگار ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی۔ آج وہ شے ایک سماجی حاجت کی تسکین کرتی ہے اور کل، ممکن ہے کہ، اس چیز کی جگہ کلی طور پر یا جزوی طور پر ایک زیادہ موزوں مصنوعہ آ جائے۔ مزید یہ کہ، اگرچہ ہمارے جولاہے کا محن، محن کی سماجی تقسیم کی تسلیم شدہ شاخ ہو، تب بھی یہ حقیقت اس کی ململ کے 20 گز کی افادیت کی تصدیق کے لئے ناکافی ہے۔ اگر ململ کی معاشی ضرورت، اور ایسی ضرورت ہر دوسری ضرورت کی مانند محدود ہی رہتی ہے، اس کے مخالف جولاہوں کی پیداوار کی وجہ سے پہلے ہی پوری ہو چکی ہو، اس صورت میں ہمارے جولاہے کی مصنوعہ [ململ] نہ صرف فاسد اور بے مقصد ہو گی بلکہ بے مصرف بھی۔ اگرچہ لوگ تحفے میں کیڑے نہیں نکالتے تو ہمارا دوست منڈی میں تحائف نہیں لے جائے گا۔ لیکن تصور کریں کہ اس کی مصنوعہ ایک حقیقی قدرِ صرف ثابت ہوتی ہے، اس وجہ سے کیا وہ روپیہ کشش کرے گی؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کتنا روپیہ کشش کرے گی۔ اور بے شک

اس کا جواب ماقبل ہی اس چیز کی قیمت میں دیا جا چکا ہے، یعنی اس کی قدر کے حجم کے مظہر میں۔ ہم یہاں پر اپنے دوست سے سرزد ہونے والی قدر کی کسی بھی اتفاقیہ غلط تخمین سے قطع نظر کر رہے ہیں۔ یعنی ایک ایسی غلطی جو بہت جلد منڈی میں پہنچ کر سامنے آ جاتی ہے۔ ہم اس کے بارے میں یہ تصور کرتے ہیں کہ اس نے اپنی مصنوعہ پر سماجی طور پر ضروری عرصۂ محن کا اوسط ہی خرچ کیا ہے۔ اس صورت میں قیمت محض اس شے میں موجود سماجی محن کی مقدار کا نامِ روپیہ ہی ہے۔ لیکن ہمارے جولاہے کی منشا و مرضی کے بغیر بُنائی کا طرزِ قدیم ایک تبدیلی سے دو چار ہوتا ہے۔ وہ عرصۂ محن جو کل بلا شک وشبہ 1 گز ململ کی تیاری کے لئے سماجی طور پر لازمی تھا، آج اس کی حقیقت وہ نہیں رہی، اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جسے ثابت کرنے کے لئے روپے کا مالک ہمارے دوست کے مدِ مقابل کی بتائی ہوئی قیمت کا سہارا لیتا ہے۔ اس کی اصل بدقسمتی یہ ہے کہ جولاہے تعداد میں بہت کم نہیں ہوتے۔ آخری بات یہ فرض کریں کہ منڈی میں موجود ململ کا ہر ٹکڑا سماجی طور پر ضروری عرصۂ محن سے زیادہ کا حامل نہیں۔ اس کے باوجود مجموعی طور پر [ململ کے] یہ تمام ٹکڑے غیر ضروری عرصۂ محن کے حامل بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر منڈی میں یہ تمام مقدار 2 شلنگ فی گز کے حساب سے سما نہیں سکتی تو ثابت ہو گا کہ [ان کی] بنائی پر سماج کے کلمحن کا غیر ضروری طور پر بڑا حصہ خرچ ہوا ہے۔ یہ اثر اس وقت بھی قائم رہے گا اگر ہر جولاہا انفرادی طور پر اپنی مصنوعہ پر سماجی طور پر ضروری عرصۂ محن سے نسبتاً زیادہ خرچ کرے۔ ہم اپنی بات کو ایک جرمن ضرب المثل: ''اکٹھے پکڑے، اکٹھے جکڑے'' میں بھی بیان کر سکتے ہیں۔ منڈی میں موجود تمام ململ کی حیثیت محض سوداگری کے ایک عنصر کی حیثیت رکھتی ہے، اور اس کا ہر ٹکڑا مساوی حصے کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر ایک گز کی انفرادی قدر بجز اس ایک ہی طرح کے مخصوص اور سماجی طور پر مقرر کردہ متجانس محنِ انسانی کی ایک خاص مقدار کی تجسیم کے اور کچھ نہیں*۔

پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اشیاء روپے سے انسیت رکھتی ہیں۔ لیکن ''سچی محبت کا سفر کبھی بھی راست پیرایہ اختیار نہیں کرتا''۔ محن کی مقداری تقسیم کار خود بخود اور اتفاقی انداز میں ہی وقوع پذیر ہوتی ہے، بالکل اس کی خواصی تقسیم کی مانند۔ چنانچہ اشیاء کے مالکان کو پتا چلتا ہے کہ محن کی وہی تقسیم جو ان کو آزاد نجی پیدا کاروں میں بدلتی ہے، پیداوار کے سماجی عمل کو بھی آزاد کرتی ہے، اور اس عمل کے اندر انفرادی پیدا کاروں کو بھی ان پیدا کاروں کی مرضی سے آزادی دلاتی ہے، اور یہ کہ افراد کی باہمی آزادی ایک ایسے نظام کی مرہونِ منت ہوتی ہے جو باہمی اور عمومی طور پر مصنوعات کے ذرائع سے وابستہ ہوتا ہے۔

محن کی تقسیمِ کار مصنوعہ کو شے میں بدلتی ہے، اور بعد ازاں یہ بھی لازمی بناتی ہے کہ اس کو روپے میں بدلا جائے۔ اسی وقت وہ اس تبدیلیکو اتفاقی صورت میں انجام پذیر بھی کرتی ہے۔ یہاں پر ہمیں صرف اس کی جڑ تمیں پائے جانے والے عمل ہی سے سروکار ہے۔ چنانچہ ہم اس کے ارتقا کو نارمل ہی تصور کریں گے۔ مزید یہ کہ

اگر یہ تبدیلی مجموعی حیثیت سے وقوع پذیر ہو بھی تو، یعنی، اگر وہ شے مکمل طور پر نا قابلِ فروخت نہ ہو تو اس کی صوری تبدیلی ضرور رو پذیر ہوگی، چاہے اس شے کی فرضی قیمت اس کی قدر سے بے ہنگم انداز میں کم ہو یا زیادہ۔

فروخت کنندہ نے اپنی شے سونے سے بدلی ہے، اور خریدار نے اپنے سونے کے بدلے میں شے حاصل کی ہے۔ وہ سچائی جو واضح نظر آتی ہے یہ ہے کہ ایک شے اور سونا، 20 گز ململ اور 2 پونڈ، اپنی ملکیتیں اور مقامات بدل چکے ہیں، دوسرے لفظوں میں ان کا مبادلہ ہو چکا ہے۔ لیکن شے کا مبادلہ کس چیز سے ہوا ہے؟ اس روپ سے جو خود اس کی اپنی قدر نے اختیار کیا، یعنی یونیورسل مساوی القوت سے۔ اور سونے کا مبادلہ کس چیز سے ہوا؟ خود اس کی اپنی قدرِ صرف ہی کے ایک خاص روپ سے۔ ململ کے مدِ مقابل آتے ہوئے سونا کس وجہ سے روپے کی شکل اختیار کر لیتا ہے؟ کیونکہ ململ کی 2 پونڈ قیمت نے، جو کہ اس کا روپے میں تسمیہ ہے، اس [ململ] کو پہلے ہی سونے سے، روپے کے خاصے میں، مساوی ٹھہرا دیا تھا۔ شے جب بُعد میں لائی جاتی ہے تو اپنی بنیادی شے کی بنتر کا لبادہ اتار پھینکتی ہے۔ مطلب یہ کہ جس لحظے اس کی قدرِ صرف سونے کو کھینچتی ہے، وہی اس سے قبل محض خیالیطور پر اس کی قیمت میں وجود رکھتی ہے۔ شے کی قیمت کا یا پھر اس کی فرضی قدری شکل کا حصول، بیک وقت روپے کی فرضی قدرِ صرف کا حصول بھی ہوتا ہے؛ ایک شے کی روپے میں تبدیلی، بیک وقت روپے کی شے میں تبدیلی بھی ہے۔ ظاہراً یہ اکہرا عمل درحقیقت دوہرا عمل ہوتا ہے۔ شے کے مالک کے زاویۂ نگاہ سے یہ فروخت ہے۔ روپے کے مالک کے متضاد زاویۂ نگاہ سے خرید۔ دوسرے لفظوں میں ایک فروخت بیک وقت خرید بھی ہوتی ہے، یعنی، C_M، ساتھ ساتھ، M_C، بھی ہے۔ [17]

اس مقام تک ہم نے لوگوں کو محض ایک معاشی صلاحیت کا حامل دیکھا، یعنی اشیاء کے مالک کے بطور، ایک ایسی اہلیت کہ جس میں اپنی محن کی پیداوار کو بُعد میں لاتے ہوئے وہ دوسروں کے محن کی پیداوار کا استصراف کرتے ہیں۔ اس لئے جب ایک شے کے مالک کا کسی دوسرے روپے کے حامل شخص سے معاملہ ہو، تو ضروری ہے کہ یا تو آخر الذکر یعنی خریدار کے محن کی مصنوعہ خود اپنے تئیں روپیہ ہو، دوسرے لفظوں میں سونا کہ جس دھات [کی قیمت] پر روپیہ مشتمل ہے۔ یا یہ کہ اس کی مصنوعہ پہلے ہی اپنا روپ بدل چکی ہے، اور اپنے کارآمد عنصر کے بنیادی جامے سے باہر آ چکی ہے۔ اب روپے کا کردار ادا کرنے کی غرض سے سونے کو کسی نہ کسی لمحے منڈی میں ضرور آنا ہوتا ہے۔ یہ موقع دھات کی پیداوار کے ذریعے اس وقت میسر آتا ہے جب سونا محن کے فوری مصنوعہ کے بطور، مساوی قدر رکھنے والی کسی دوسری چیز کے ساتھ ادلے بدلے میں داخل ہوتا ہے۔ اسی لمحے سے وہ کسی شے کی حاصل شدہ قیمت کا اظہار کرتا ہے۔ [18] اس کی پیداوار کے منبع پر، اس کے دوسری اشیاء کے ساتھ مبادلے سے علاوہ، سونا چاہے جس کے ہاتھ میں بھی ہو، کسی ایسی چیز کی تبدیل شدہ صورت ہے جسے اس کا مالک بُعد میں لے آتا ہے؛

یہ فروخت یا پہلی صوری تبدیلی M_C کا حاصل ہوتا ہے۔[19] جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ سونا فرضی روپیہ بن جاتا ہے، یا قدر کا پیمانہ، اور یہ اس امر کے نتیجے میں ہوتا ہے کہ جب تمام اشیاء اپنی قدر کی ناپ تول اس کے ذریعے کرتی ہیں، اور وہ ایسا، بحیثیت کار آمد چیزوں کے اس [سونے] سے اپنی فطری شکل کو ممیّز کرتے ہوئے اور اسے اپنی قدر کا روپ بناتے ہوئے کرتی ہیں۔ یہ اس وقت حقیقی روپیہ بن جاتا ہے، جب اشیاء عمومی بُعد میں آتی ہیں، اور جب یہ ان کی کار آمد عناصر کی حقیقی اشکال کی جگہ لے لیتا ہے، یعنی ان کی قدر کی حقیقی جسمانی شکل بنا جاتا ہے۔ جب اشیاء روپے کے اس روپ میں آ جاتی ہیں، تو اپنی فطری قدرِ صرف کی ہر علامت صاف کر دیتی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ اس مخصوص قسم کے محن کو بھی کہ جس کا مرہون منت ان کا خود اپنا وجود ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو یکسانی اور متجانس محنِ انسانی کی سماجی طور پر تسلیم شدہ جسمانیتوں کے بطور پیش کر سکیں۔ ہم محض روپے کے چند سکوں کو دیکھ کر یہ اندازہ نہیں کر سکتے کہ اس کا مبادلہ کون سی مخصوص شے سے کیا گیا ہے۔ روپے کی ہئتر میں تمام اشیاء ایک جیسی معلوم ہوتی ہیں۔ پس روپیہ کیچ کباڑ بھی ہو سکتا ہے۔ اگر چہ کیچ کباڑ روپیہ نہیں۔ ہم یہ فرض کریں گے کہ سونے کے دونوں ٹکڑے، جنہیں ذہن میں رکھ کر ہمارا جولاہا اپنی ململ سے جدا ہوتا ہے درحقیقت 1 کلو گندم کی تبدیل شدہ شکل ہی ہے۔ ململ کی فروخت یعنی M_C، بیک وقت اس کی خرید، C_M، بھی ہے۔ لیکن فروخت ایک ایسے عمل کا پہلا درجہ ہے جو ایک متضاد نوعیت کی تبدیلی لاتے ہوئے اختتام پذیر ہوتا ہے۔ یعنی ایک بائبل کی خرید؛ دوسری طرف ململ کی خرید، اس حرکت کو ختم کرتی ہے جو ایک متضاد نوعیت کے لین دین کے ساتھ شروع ہوتی ہے، یعنی گندم کی فروخت کے ساتھ۔ M_C، (ململ_روپیہ) جو کہ C_M_C (ململ_روپیہ_بائبل) کا پہلا درجہ ہے۔ یعنی ایک دوسری تحریک C_M_C (گندم_روپیہ_ململ) کا آخری مرحلہ۔ ایک شے کی پہلی صوری تبدیلی، یعنی اس کی ایک شے سے روپے میں تبدیلی، ساتھ ہی بے بدل طور پر کسی دوسری شے کی دوسری صوری تبدیلی ہوتی ہے، جس میں آخر الذکر کی روپے سے شے میں تبدیلی رونما ہوتی ہے۔[20]

C_M، یا خرید، شے کی دوسری اور نتیجہ خیز صوری تبدیلی

کیونکہ روپیہ دوسری تمام اشیاء کا تبدیل شدہ روپ ہے، یعنی ان کے عمومی بُعد کا نتیجہ، اس لئے یہ خود بھی کسی پابندی یا شرط کے بغیر قابلِ بُعد ہوتا ہے۔ یہ تمام قیمتوں کو پیچھے کی طرف پڑھتا ہے، چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اپنے آپ کو دوسری تمام اشیاء کے اجسام میں ظاہر کر دیتا ہے، جو اسے وہ مواد میسر کرتی ہیں جس سے خود اس کی اپنی قدرِ صرف کو اظہار ملتا ہے۔ اسی وقت قیمتیں، یعنی ایسی للچائی نظریں کہ جن سے اشیاء روپے کو دیکھتی ہیں، اس کی مقدار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کی مبدل پذیری کی حدود متعین کرتی ہیں۔ چونکہ، ہر شے، روپیہ بنتے ہوئے شے

کی حیثیت ترک کردیتی ہے، تو روپے کے ذریعے بھی یہ بات بتانی ممکن نہیں رہتی کہ یہ اپنے حامل کے ہاتھ میں کیونکر آیا، یا یہ کہ اس سے کون سی چیز بدلی گئی ہے۔ روپیہ تو روپیہ ہی رہتا ہے چاہے اس کے حصول کا کوئی بھی ذریعہ ہو۔ ایک طرف فروخت شدہ شے کو بیان کرتے ہوئے، دوسری طرف یہ اس شے کو بیان کرتا ہے کہ جس کو خریدنا ہو۔ [21]

M_C ، یعنی ایک خرید بیک وقت، C_M، یعنی فروخت بھی ہوتی ہے؛ ایک شے کی آخری صوری تبدیلی، کسی اور [شے] کی صوری تبدیلی کا پہلا مرحلہ بھی ہے۔ ہمارے جولاہے کے مطابق، اس کی شے کی زندگی بائبل کے ساتھ ختم ہوجاتی ہے، جس میں اس نے اپنے 2 پونڈ دوبارہ بدل ڈالے۔ اب فرض کریں کہ بائبل کا فروخت کنندہ جولاہے کے چھوڑے ہوئے 2 پونڈ سے برانڈی brandy خرید لیتا ہے۔ یعنی M_C، اب C_M_C یعنی (ململ، روپیہ، بائبل) کی نتیجہ خیز صوری تبدیلی دوبارہ، C_M بھی ہے۔ یعنی C_M_C (بائبل، روپے، برانڈی)۔ ایک خاص شے کا پیدا کار صرف اُس ایک ہی چیز کو پیش کرنے کا اہل ہوتا ہے جو وہ اکثر بہت بڑی مقدار میں بیچتا ہے۔ مگر اس کی بہت ساری اور مختلف قسم کی ضروریات اسے مجبور کرتی ہیں کہ وہ ان سے حاصل شدہ قیمت کی تقسیم کردے اور روپے کی خاص رقم کو مختلف قسم کی چیزیں خریدنے میں کھپا دے۔ پس ایک فروخت مختلف انواع واقسام کی بہت ساری خریداریوں کا سبب بنتی ہے۔ اس طرح ایک شے کی آخری صوری تبدیلی دوسری کئی اشیاء کی کثیر اولین صوری تبدیلیوں کا سبب ہے۔

اب اگر ہم ایک شے کی تکمیل شدہ صوری تبدیلی کا مجموعی جائزہ لیں تو سب سے پہلے اس بات کا پتا چلے گا کہ یہ متضاد اور لازم وملزوم حرکتوں پر مشتمل ہے، یعنی C_M، اور M_C۔ ایک شے کی دو متضاد قسم کی تبدیلیاں مالک کے دو متضاد قسم کے سماجی کاموں کے باعث ظہور پذیر ہوتی ہیں، اور اس کے یہ کام اُس کے اختیار کئے گئے معاشی کردار کو شکل دیتے ہیں۔ جیسے فروخت کا عمل اختیار کرنے والا آدمی فروخت کنندہ کہلاتا ہے، اور خرید کا عمل اختیار کرنے والا آدمی خرید کنندہ۔ لیکن بالکل اسی طریقے سے، شے کی اس قسم کی ہر تبدیلی پر، اس کی دو اشکال۔ شکلِ شے اور شکلِ روپیہ۔ بیک وقت ہی وجود رکھتی ہیں، مگر مخالف قطبین پر، اس لئے ہر فروخت کنندہ کے مدِ مقابل ایک خریدار ہوتا ہے، اور ہر خریدار کے مدِ مقابل ایک فروخت کنندہ۔ جس دوران میں ایک خاص شے دو قسم کی صوری تبدیلیوں سے گذر رہی ہوتی ہیں، یعنی ایک شے سے روپے میں اور دوسری روپے سے کسی اور شے میں، تو ہر شے کا مالک اس عمل کے دوران فروخت کنندہ سے بدل کر خریدار کے خصائص اختیار کر لیتا ہے۔ اس وجہ سے فروخت کنندہ اور خریدار ہر دو کے کردار مستقل نہیں رہتے، بلکہ اپنے آپ کو اشیاء کی گردش میں مشغول مختلف افراد کے ساتھ منسلک کرتے رہتے ہیں۔

ایک شے کی مکمل صوری تبدیلی، اپنی سادہ ترین شکل میں چار انتہائیں اور تین متحرک افراد ملوث رکھتی ہے۔ سب سے پہلے شے روپے کے روبرو ہوتی ہے؛ آخرالذکر دراصل وہ شکل ہے جو اول الذکر کی قدر نے اختیار کر رکھی ہے، جو اپنے تمام تر ٹھوس ثبوت کے ساتھ خریدار کی جیب میں موجود ہے، اس طرح سے شے کا مالک، روپے کے حامل شخص کے ساتھ تعلق میں لایا جاتا ہے۔ اب، جیسے ہی شے روپے میں بدلتی ہے، روپیہ اس کی عارضی مساوی القوت شکل بن جاتا ہے، یعنی [ایک ایسی چیز کہ] جس کے مساوی القوت کی قدرِ صرف دوسری اشیاء کے جسموں میں ملتی ہے۔ روپیہ، یعنی پہلی صوری تبدیلی کا آخری عنصر، بیک وقت دوسری صوری تبدیلی کا نقطۂ آغاز بھی ہے۔ وہ شخص جو پہلے مرحلے میں فروخت کنندہ کی حیثیت رکھتا ہے، اس طرح سے وہ دوسرے مرحلے میں وہ خریدار بن جاتا ہے۔ اور جس میں فروخت کنندہ کے روپ میں تیسری شے کا مالک فروخت کنندہ کے روپ میں سامنے آ جاتا ہے۔22

یہ دونوں مراحل، جن میں ہر ایک دوسرے کا متضاد، اور جو ایک شے کی صوری تبدیلی کو مکمل کر کے اسے دائرے کی حرکت کی شکل دیتا ہے، یعنی ایک سرکٹ: شکلِ شے اس شکل سے باہر آتے ہوئے شے کی شکل میں واپس آ جاتی ہے۔ بلاشبہ اس مقام پر شے دو مختلف پہلوؤں کے تحت نمودار ہوتی ہے۔ نقطۂ آغاز پر اپنے مالک کے لئے قدرِ صرف نہیں رکھتی؛ مگر نقطۂ انجام پر رکھتی ہے۔ اس طرح، روپیہ پہلے مرحلے میں قدر کی ٹھوس شفافیت ہوتی ہے۔ ایسی شفافیت کہ جس میں شے بخوشی ٹھوس روپ اختیار کر جاتی ہے۔ اور دوسرے مرحلے میں، یہ محض عارضی مساوی القوت شکل میں تحلیل ہو جاتا ہے، اور جس کا اختتام یہ ہے کہ ایک قدرِ صرف اس کی جگہ لے لیتی ہے۔

یہ دونوں صوری تبدیلیاں جو کہ اس چکر کو مکمل کرتی ہیں، بیک وقت دوسری دو اشیاء کی جزوی معکوس صوری تبدیلی بھی ہوتی ہے۔ ایک ہی شے، یعنی ململ، خود اپنی ہی تبدیلی کے ایک سلسلے کا آغاز کرتی ہے اور ایک دوسری شے (گندم) کی صوری تبدیلی کی تکمیل کرتی ہے۔ پہلے مرحلے یا فروخت میں، ململ وہ دونوں کردار خود اپنی ہی ذات میں ادا کرتا ہے۔ لیکن اس کے بعد سونے میں بدل جانے کے باعث یہ خود اپنی ہی دوسری اور آخری صوری تبدیلی کو انجام پذیر کرتا ہے، اور اسی وقت، کسی تیسری شے کی پہلی صوری تبدیلی میں مددگار بھی ثابت ہوتا ہے۔ پس جو چکر ایک شے اپنی صوری تبدیلی کے عمل کے دوران قائم کرتی ہے، وہ دوسری اشیاء کے قائم کردہ چکروں کے ساتھ ناقابلِ جدا انداز میں مل جاتا ہے۔ مختلف انواع و اقسام کے تمام چکروں کا مجموعہ ''اشیاء کی گردش'' کو تشکیل دیتا ہے۔

اشیاء کی گردش مصنوعات کے براہِ راست ادلے بدلے سے نہ صرف ماہیت کی رو سے بلکہ بنتر کی رو سے بھی مختلف ہے۔ ذرا عوامل کی سمت ہی کو مدِ نظر رکھئے۔ درحقیقت، جولاہے نے تو صرف اپنی ململ کو بائبل ہی سے

بدلا ہے، یعنی خود اپنی شے کو کسی دوسرے کی شے سے۔ لیکن یہ بات صرف اُس کی اپنی حد تک ہی درست ہے۔ بائبل کا فروخت کنندہ ایک ایسی چیز کو ترجیح دیتا ہے، جو اس کے داخل کو گرماتی ہے، اس نے بائبل کا ململ سے تبادلہ کرنے کے بارے میں زیادہ نہیں سوچا بہ نسبت ہمارے جولاہے کے جس کی ململ سے گندم کا تبادلہ کیا گیا ہے۔ B کی شے A کی شے کی جگہ حاصل کر لیتی ہے، لیکن A اور B ان اشیاء کا مبادلہ باہمی طور پر نہیں کرتے۔ لازمی طور پر اس بات کا امکان ہے کہ A اور B بیک وقت خریداری کرتے ہیں، یعنی ان میں سے ایک، دوسرے سے (خریداری کرے)؛ لیکن اس طرح کی شاز و نادر رونما ہونے والے تبادلے کسی بھی طرح سے اشیاء کی گردش کی عمومی صورتِ احوال کے لازمی نتیجے نہیں ہوتے۔ ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تو اشیاء کا تبادلہ کس طرح براہِ راست ادلے بدلے سے ناقابلِ جدا سارے کے سارے مقامی اور ذاتی بندھن توڑتا ہے، اور سماجی محن کی مصنوعات کی گردش کو ترقی دیتا ہے؛ دوسری طرف یہ سماجی تعلقات کے سارے کے سارے نظام کی خود سے نشو و نما کی وجہ بنتا ہے جو اس عمل میں فعال افراد کے بس سے باہر ہوتی ہے۔ یہ صرف اس وجہ سے کہ کسان نے اپنی گندم بیچی، جس نے جولاہے کو اپنی ململ بیچنے کے قابل بنایا ہے، صرف اس لئے کہ جولاہے نے ململ فروخت کی ہے ہمارا بے باک فرد اس قابل ہوا کہ اپنی بائبل بیچ سکے اور صرف اس لئے کہ آخر الذکر نے آبِ حیات فروخت کیا ہے، ہمارا کلال اس قابل ہوا کہ برانڈی بیچ سکے، وغیرہ، وغیرہ۔

اس لئے گردش کا نظام مصنوعات کے براہِ راست ادلے بدلے (بارٹر) کی طرح اقدارِ صرف کے جگہیں اور ملکیتیں بدلنے سے ختم نہیں ہو جاتا۔ روپیہ ایک دی گئی شے کی صوری تبدیلی کے عمل سے فارغ ہو جانے پر غائب نہیں ہو جاتا۔ یہ ایک مسلسل عمل کے تحت ان نئے مقامات پر جاتا رہتا ہے، جو گردش کے پنڈال میں دیگر اشیاء نے خالی کی ہوتی ہیں۔ ململ کی مکمل صوری تبدیلی میں، مثال کے طور پر، ململ_روپیہ_بائبل، پہلے تو ململ اس گردش سے باہر ہو جاتا ہے، اور روپیہ اس کی جگہ حاصل کر لیتا ہے۔ جب ایک شے کسی دوسری [شے] کی جگہ لیتی ہے اس صورت میں شے-روپیہ ہمیشہ کسی تیسرے آدمی کے ہاتھ میں رہ جائے گا۔ 23ے گردش ہر مسام سے روپیہ باہر لے آتی ہے۔

اس جامد نظریے سے زیادہ بچگانہ اور کوئی بات نہیں ہو سکتی کہ چونکہ ہر فروخت ایک خرید ہوتی ہے، اور ہر خرید ایک فروخت، اس لئے اشیاء کی گردش لازمی طور پر فروخت اور خرید کو توازن میں رکھتی ہے۔ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ حقیقی فروخت کی تعداد اور کل خرید ایک دوسرے کے مساوی ہوتے ہیں تو یہ صرف تکرار ہی ہوگا۔ اس کا اصل حاصل تو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ ہر فروخت کنندہ اپنے خریدار کے ہمراہ منڈی میں آتا ہے۔ اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ فروخت اور خرید ایک ہم اصل کام ہی کے اجزاء بنتے ہیں، یعنی ایک، شے کے مالک اور دوسرے،

روپے کے مالک کے باہمی تبادلے کے، یعنی دو ایسے افراد کے مابین جو مقناطیس کے قطبین کی طرح ایک دوسرے سے مخالف ہوتے ہیں۔ وہ دو ایسے مختلف افعال سرانجام دیتے ہیں، جو قطب نما کی طرح متضاد خاصہ رکھتے ہیں، جب ان [افعال] کو ایک ہی فرد انجام دیتا ہے۔ پس فروخت اور خرید کی ہم آہنگی identity ثابت کرتی ہے کہ جب شے کو گردش کے ازلی نظام میں کھپا دیا جائے تو یہ شے بے فائدہ ہے، اگر یہ دوبارہ روپے کی شکل میں [گردش سے] باہر نہیں آتی۔ دوسرے لفظوں اگر اسے اس کا مالک نہ بیچے تو روپے کا مالک اسے خرید بھی نہ سکے گا۔ یہ ہم آہنگی اس بات کا ثبوت بھی مہیا کرتی ہے کہ اگر مبادلہ وقوع پذیر ہوتا ہے تو یہ شے کی زندگی میں طویل یا مختصر لمحاتی وقفے کو جنم دے گا۔ چونکہ ایک شے کی پہلی صوری تبدیلی بیک وقت فروخت اور خرید ہوتی ہے، تو یہ خود اپنے تئیں بھی ایک آزاد عمل ہے۔ خریدار کے پاس شے آجاتی ہے، اور فروخت کنندہ کے پاس روپیہ؛ مراد یہ کہ ایک شے کسی بھی وقت گردش کا حصہ بن سکتی ہے۔ یعنی کوئی بھی [اپنی چیز] فروخت نہیں کرسکتا جب تک کہ دوسرا اس کو نہ خریدے، لیکن کوئی شخص بھی خریدنے کا پابند نہیں ہوتا کیونکہ اس نے ابھی ابھی فروخت کی ہوتی ہے۔ گردش ان تمام پابندیوں کو توڑ دیتی ہے، جو براہِ راست ادلے بدلے کے وقت، مقام اور افراد کی شکل میں لگا رکھی ہوتی ہیں۔ وہ براہِ راست مبادلے پر اس طرح اثر انداز ہوتی ہے کہ اسے توڑ کر فروخت اور خرید کے تضاد میں بدل دیتی ہے۔ یعنی ایسی براہِ راست ہم آہنگی ہے جو براہ راست مبادلے میں موجود ہے، اور یہ ایک فرد کی اپنی مصنوعہ سے مغائرت، اور دوسرے شخص کی مصنوعہ کے حصول میں پائی جاتی ہے۔ یہ کہنا کہ یہ دو آزاد اور متضاد امور ایک داخلی یگانگت رکھتے ہیں اور بنیادی طور پر ایک ہی ہیں ایسا ہی ہے کہ یہ داخلی یگانگت اپنے آپ کو خارجی تضاد میں ظاہر کرتی ہے۔ اگر ایک شے کی مکمل صوری تبدیلی کے دو جزوی مدارج کے درمیانی وقت کا وقفہ اتنا زیادہ بڑھ جائے یعنی اگر فروخت اور خرید کا شگاف بہت زیادہ واضح ہو جائے تو ان کے درمیان گاڑھا رابطہ اور وحدت بحران پیدا کر کے زور دکھاتی ہے۔ قدرِ صرف اور قدر کا تضاد؛ یہ تضاد، کہ نجی محن اپنے آپ کو براہِ راست سماجی محن میں ظاہر کرنے پر مجبور ہے، یہ کہ ایک مخصوص مقرونی محن کی قسم کو مجرد محنِ انسانی میں بدلنا ہوتا ہے؛ چیزوں کی جسمانیت اور افراد کے ان چیزوں کے ذریعے سے اظہار میں جو تضاد پایا جاتا ہے؛ یہ تمام کے تمام تضادات اور تضادات جو کہ اشیاء کی فطرت میں گتھے ہوئے ہوتے ہیں اپنے آپ کو ایک شے کی صوری تبدیلی کے متضاد مراحل میں سر اٹھاتے ہیں، اور اپنی حرکت کی طرزوں کو ترقی دیتے ہیں۔ یہ انداز اس بحران کے امکان کا محض پتا ہی دیتے ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس محض امکان کی حقیقت میں تبدیلی ان تعلقات کے ایک لمبے سلسلے کا نتیجہ ہوتی ہے، جو ہمارے زیرِ بحث سادہ گردش کے نقطے سے ابھی کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ [24]

وہ بہتری تبدیلی، C_M_C، جس کے ذریعے محن کی مادی مصنوعات کی گردش وقوع پذیر ہوتی ہے، اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی مخصوص قدر شے کی شکل میں اس عمل کو شروع کرے، اور ایک شے کی شکل ہی میں اسے انجام پذیر کرے۔ اس لحاظ سے اس شے کی گردش ایک سرکٹ بناتی ہے۔ دوسری طرف اس حرکت کی بنترا ایسے سرکٹ کو روکے رکھتی ہے جو روپیہ بناتا ہے۔ اس کا نتیجہ روپے کی واپسی نہیں ہوتا، بلکہ اس کے نقطۂ آغاز سے اس کی پے در پے اور مسلسل دوری ہوتا ہے۔ جب تک فروخت کنندہ اپنے روپے کے ساتھ چمٹا رہتا ہے، جو کہ اس کی شے کا تبدیل شدہ روپ ہوتا ہے، وہ شے اب بھی اپنی صوری تبدیلی کے پہلے مرحلے پر ہوتی ہی ہے، اور اس نے ابھی اپنے عمل کا آدھا ہی مکمل کیا ہوتا ہے۔ لیکن جیسے ہی وہ اس عمل کو مکمل کرتا ہے، یعنی جیسے ہی وہ اپنی فروخت کو کسی خرید میں بدلتا ہے، روپیہ دوبارہ اس کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اگر جولاہا، بائبل خریدنے کے بعد، مزید ململ بیچتا ہے، تو روپیہ اس کے ہاتھ میں دوبارہ آجائے گا۔ لیکن [روپے کی] یہ واپسی اولین بیس گز ململ کی ذیل میں نہیں آتی؛ وہ گردش اس روپے کی صورت میں اس وقت انجام پذیر ہوتی ہے جب یہ بائبل کے فروخت کنندہ کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔ جولاہے کے ہاتھ میں روپے کی واپسی صرف اس طرح سے ممکن ہے کہ ایک نئی شے سے اس گردش کے عمل کو از سرِ نو جاری کیا جائے، اور یہ از سرِ نو جاری کیا گیا عمل بھی پہلے کی مانند وہی نتائج دے کر ختم ہو جاتا ہے۔ پس وہ حرکت جو اشیاء کی گردش سے روپے کو ملتی ہے؛ ایک ایسے مستقل عمل کا روپ اختیار کر جاتی ہے جو اس کے نقطۂ آغاز سے پرے جاتا ہے، ایک ایسا عمل جس میں یہ شے کے ایک مالک سے دوسرے کے ہاتھوں میں جاتا ہے، یہ عمل اس کے بہاؤ کی تشکیل کرتا ہے۔

روپے کا بہاؤ اسی عمل کا مستقل اور یک رخا تکرار ہے۔ شے ہمیشہ فروخت کنندہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے؛ اور روپیہ، ذریعۂ خرید کے طور پر، ہمیشہ خریدار کے ہاتھ میں۔ اور روپیہ شے کی قیمت کا تعین کرتے ہوئے خریداری کے ذریعے کا کام کرتا ہے۔ [قیمت کی] یہ تعیین شے کو فروخت کنندہ کے ہاتھ سے خریدار کے ہاتھ میں بھیج دیتی ہے اور روپے کو خریدار کے ہاتھ سے فروخت کنندہ کے ہاتھ میں، جہاں سے یہ دوبارہ ایک اور شے کی خریداری کے ذریعے اسی عمل سے دوچار ہوتا ہے۔ یہ کہ روپے کی حرکت کا یک سمتی خاصہ شے کی حرکت کے دوسمتی خاصے سے حاصل ہوتا ہے، ایک ایسی صورتِ احوال جو کہ مخفی رہتی ہے۔ اشیاء کی گردش کی اصل نوعیت ہی اس متضاد ظاہر کو پیدا کرتی ہے۔ شے کی پہلی صوری تبدیلی نہ صرف روپے کی حرکت کے طور پر نظر آتی ہے بلکہ خود شے کی بھی۔ دوسری صوری تبدیلی میں اس سے برعکس یہ حرکت ہمیں صرف روپے ہی کی حرکت معلوم پڑتی ہے۔ شے اپنی گردش کے پہلے مرحلے میں روپے سے اپنی جگہ بدلتی ہے، اس بنا پر شے مفید چیز ہونے کے ناتے گردش سے باہر ہو کر استعمال میں آجاتی

ہے۔[26]اس کی جگہ ہمارے پاس اس کی قدری شکل یعنی روپیہ آ جاتا ہے۔ پھر یہ گردش کے دوسرے مرحلے میں داخل ہو جاتی ہے، خود اپنی فطری شکل میں نہیں بلکہ روپے کی شکل میں۔ اس حرکت کے تسلسل کو اکیلا روپیہ ہی جاری رکھتا ہے، اور یہی حرکت کہ جہاں تک شے کا تعلق ہے، متضاد خواص کے حامل دو عملوں پر مشتمل ہوتی ہے، جب اسے روپے کی حرکت کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے تو یہ ہمیشہ وہ ایک ہی عمل ہوتا ہے یعنی نت نئ اشیاء کے ساتھ مسلسل تبدیلی[کا عمل]۔ پس جو نتیجہ اشیاء کی گردش کے بموجب عمل میں آتا ہے، جسے ایک شے کی جگہ پر دوسری شے کا آ جانا بھی کہا جا سکتا ہے، ایسا ظاہر ہوتا ہے جو اشیاء کی بنتر میں تبدیلی کی وجہ سے اظہار نہیں پاتا، بلکہ اس سے درکنار اس روپے کی وجہ سے، جو کہ گردش کے ذریعے کا کردار ادا کر رہا ہوتا ہے یعنی ایک ایسے عملکے بموجب جو کہ اشیاء کو گردش میں لاتا ہے، جو خود اپنے تئیں بے حس و حرکت ہوتی ہیں، اور[روپیہ]انہیں ان ہاتھوں سے، جن میں یہ غیر قدرِصرف ہوتی ہیں، لے کی ان ہاتھوں میں پہنچا دیتا ہے جن کے لئے یہ اقدارِصرف ہوتی ہیں؛ اور یہ ایک ایسی سمت میں جو کہ روپے سے مسلسل مخالف سمت چلتی ہے۔ آخر الذکر[روپیہ]اشیاء کو مسلسل گردش سے باہر کرتا رہتا ہے اور ان کی جگہ خود حاصل کرتا رہتا ہے۔ اس طریقے سے اپنے نقطۂ آغاز سے دور سے دور تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اب اگرچہ روپے کی حرکت محض اشیاء کی گردش کا اظہار ہی ہے، تاہم اس سے متضاد پر ہی حقیقت کا گمان گزرتا ہے، اور ایسا لگتا ہے کہ جیسے اشیاء کی گردش ہی روپے کی حرکت کا نتیجہ ہے۔ [27]

روپیہ ایک بار پھر گردش کے ذریعے کا فعل سرانجام دیتا ہے، اور وہ صرف اس وجہ سے کہ اسی میں اشیاء کی اقدار آزادانہ حقیقت رکھتی ہیں۔ چنانچہ گردش کے ذریعے کے بطور اس کی حرکت درحقیقت اپنی بنتریں بدلتی ہوئی اشیاء ہی کی حرکت ہے۔ اور یہ سچائی اپنے آپ کو روپے کے بہاؤ ہی میں اجاگر کرتی ہے۔ پس ** مثال کے طور پر ململ سب سے پہلے اپنی شکلِ شے کو شکلِ روپیہ میں بدلتی ہے۔ اس کی پہلی صوری تبدیلی کا دوسرا مرحلہ، C_M، یعنی شکلِ روپیہ، اس طرح سے اپنی آخری صوری تبدیلی کا پرتِ اولیں بن جاتا ہے، M_C، یعنی اس کی بائبل میں دوبارہ تبدیلی۔ لیکن بنتر کی ان دونوں تبدیلیوں میں سے ہر ایک شے اور روپے کے باہمی مبادلے ہی سے انجام پذیر ہوتی ہے، دوطرفہ ہٹاؤ کی بدولت۔ سکوں کی وہی تعداد فروخت کنندہ کے ہاتھ میں آ جاتی ہے جتنی شے کی بُعد یافتہ بنتر، اور شے کی مطلقابلِ بُعد بنتر میں پھر اس سے رخصت ہو جاتی ہے۔ وہ دو مرتبہ اس ہٹاؤ سے دوچار ہوتے ہیں۔ ململ کی پہلی صوری تبدیلی ان سکوں کو جولاہے کی جیب میں پہنچا دیتی ہے، اور دوسری صوری تبدیلی انہیں وہاں سے کھینچ نکالتی ہے۔ وہ دو متضاد تبدیلیاں جن سے ایک ہی شے دوچار ہوتی ہے، سکوں کی اتنی ہی تعداد کے دو مرتبہ دہرائے جانے والے ہٹاؤ میں دکھائی دیتی ہیں، مگر متضاد سمتوں میں۔

اگر اس کے برعکس، صوری تبدیلی کی محض ایک ہی منزل طے کی جائے، یعنی اگر صرف فروخت یا خرید ہی

وقوع پذیر ہو تو اس صورت میں روپے کی مخصوص تعداد صرف ایک بار اپنی جگہ بدلے گی۔ اس کے مقام کی دوسری تبدیلی ہمیشہ شے کی دوسری صوری تبدیلی کا اظہار کرے گی، یعنی اس کی روپے میں دوبارہ واپسی۔ انہیں سکوں کے ہٹاؤ کا فوری تکرار نہ صرف صوری تبدیلیوں کے اس تسلسل کو بیان کرتا ہے جس سے ایک شے دوچار ہوتی ہے، بلکہ اشیاء کی دنیا میں عمومی طور پر بیک وقت اظہار پانے والی لاتعداد صوری تبدیلیوں کو بھی۔ پتے کی بات یہ ہے کہ یہ ساری صورتِ حال صرف اشیاء کی سادہ گردش پر ہی لاگو ہوتی ہے اور صرف اس شکل پر جو کہ اب ہمارے زیرِ بحث ہے۔

ہر شے جب گردش میں پہلی بار قدم رکھتی ہے، اور پہلی ہئیتی تبدیلی سے دوچار ہوتی ہے تو محض اس لئے کہ یہ گردش سے باہر ہو جائے اور اس کی جگہ کوئی دوسری شے آجائے۔ اس کے برعکس روپیہ گردش کے ذریعے کے بطور مسلسل گردش کے دائرے میں رہتا ہے، اور اس میں متحرک رہتا ہے۔ تب یہ سوال جنم لیتا ہے کہ یہ چکر مسلسل کتنے روپوں کو جذب کیے رکھتا ہے؟

کسی بھی ملک میں ہر روز بیک وقت، مگر مختلف مقامات پر اشیاء کی لاتعداد یک رخی صوری تبدیلیاں رونما ہو رہی ہوتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں کئی فروختیں اور کئی خریداریاں۔ یہ اشیاء ماقبل ہی، فرضی طور پر، اپنی قیمتوں کے تحت روپے کی مخصوص مقداروں سے برابر تصور کی جا چکی ہوتی ہیں۔ اور چونکہ، گردش کی زیرِ بحث شکل میں، روپیہ اور اشیاء ہمیشہ جسمانی طور پر آمنے سامنے آتے ہیں، ان میں سے ایک خرید کے مثبت قطب پر اور دوسری فروخت کے منفی قطب پر، یہ واضح ہے کہ گردش کے ذریعے کے لئے مطلوبہ رقم ماقبل ہی ان تمام اشیاء کی قیمتوں کے کل مجموعے سے متعین ہو چکی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ روپیہ حقیقی طور پر اصل سونے کی اس مقدار یا کل سونے کے مجموعے کو ظاہر کرتا ہے، جس کا اظہار خیالی طور پر اشیاء کی قیمتوں کے مجموعے کے بطور ماقبل کر دیا گیا تھا۔ ان دونوں رقموں کی برابری از خود عیاں ہے۔ تاہم اس بات کا ہمیں علم ہے کہ اشیاء کی اقدار مستقل رہیں، تو ان کی قیمتیں سونے (ایسا مواد کہ جس پر روپیہ مشتمل ہے) کی قدر میں تبدیلی کے بموجب بدلیں گی، اسی تناسب سے قیمتیں بڑھیں گی جیسے اس کی قدر میں کمی آئے گی، اور جوں جوں اس کی قدر میں اضافہ ہو گا یہ کم ہوں گی۔ اب اگر سونے کی قدر میں کمی یا اضافے کے نتیجے میں اشیاء کی قیمتوں کا مجموعہ بڑھتا یا گھٹتا ہے تو روپے کی مقدار جو گردش میں ہے اسی نسبت سے لازماً کم یا زیادہ ہونی چاہئے۔ یہ درست ہے کہ اس صورت میں، ذریعۂ گردش کی مقدار میں تبدیلی، خود روپے ہی کی وجہ سے ہوتی ہے، مگر اس کے کردار بطور ذریعۂ گردش کے نہیں، بلکہ اس کی قدر کے پیمانے کے کردار کی وجہ سے۔ اولاً اشیاء کی قیمت میں تبدیلی روپے کی قدر سے بالعکس طور پر ہوتی ہے، اور پھر ذریعۂ گردش کی مقدار میں کمی بیشی بلا واسطہ طور پر اشیاء کی قیمت کے حوالے سے ہوتی ہے۔ بالکل یہی کچھ وقوع پذیر ہو گا جب،

مثال کے طور پر، سونے کی قدر میں کمی کے بجائے، قدر کا پیمانہ سونے سے بدل کر چاندی کر دیا جائے، یا اگر، چاندی کی قیمت میں اضافے کے بجائے قدر کا پیمانہ چاندی سے بدل کر سونا کر دیا جائے۔ اولاً، چاندی کی مقدار سونے کی پہلی مقدار سے بہ نسبت زیادہ گردش میں ہوگی، جبکہ دوسری صورت میں سونے کی مقدار پہلے کی چاندی کی مقدار سے نسبتاً کم گردش میں ہوگی۔ ہر دو صورتوں میں روپے کے مواد کی قدر، یعنی اس شے کی قدر جو کہ قدر کے پیمانے کا کام دے رہی ہے، کو ضرور تبدیلی کا سامنا کرنا ہوگا۔ اور اس طرح سے ان اشیاء کی قیمتوں میں بھی، جو اپنی قدریں روپے میں ظاہر کر رہی ہیں، اور اس روپے کی مقدار میں بھی جو ان قیمتوں کے اظہار کا باعث بن رہی ہے۔ ہم پہلے ہی یہ دیکھ چکے ہیں کہ گردش کے کرے میں ایک ایسا دَر ضرور ہوتا ہے کہ جس میں سے سونا (یا روپے کا عمومی مواد) مخصوص قدر کے ساتھ بطور شے کے داخل ہوتا ہے۔ پس جب روپیہ قدر کے پیمانے کے منصب کے ساتھ داخل ہوتا ہے، یعنی جب یہ قیمتوں کا اظہار کرتا ہے تو اس کی قیمت پہلے ہی متعین ہو چکی ہوتی ہے۔ اگر اب اس کی قدر گھٹ جائے، تو درحقیقت پہلے تو یہ ان اشیاء کی قیمتوں کی تبدیلی سے آشکار ہوگی جو قیمتی دھاتوں سے ان کی پیداوار کے منبع پر براہِ راست ادلی بدلی جاتی ہیں۔ دوسری تمام اشیاء کے بڑے حصے کا اندازہ، بالخصوص شہری معاشرے کے نامکمل طور پر ترقی پذیر مدارج میں، ایک لمبے عرصے تک اقدار کے سابقہ قدیم متروک اور مبہم پیمانوں سے جانا جاتا ہے۔ تاہم ایک شے کسی دوسری چیز کو باہمی قدری تعلق کے ذریعے ہی متاثر کرتی ہے، وہ اس لئے کہ ان کی قیمتیں، جو کہ سونے یا چاندی میں اظہار پاتی ہیں، رفتہ رفتہ ان نسبتوں میں خود بخود مقرر ہو جائیں گی جو کہ ان کی تقابلی اقدار سے متعین ہوتی ہیں، یہاں تک کہ بالآخر تمام اشیاء کی اقدار ان نئی دھات کی قدر کے ذریعے جانچی جاتی ہیں جو روپے کو تشکیل دیتی ہیں۔ اس عمل کے ساتھ ساتھ قیمتی دھاتوں کی مقدار میں بتدریج اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ یہ ایسا اضافہ جو ان کے اس ادخال کی وجہ سے رو پذیر ہوتا ہے۔ اس کے تحت قیمتی دھاتیں ان اشیا کی جگہ لیتی ہیں، جن اشیا کا اُن سے ان کی پیداوار کے منبے پر براہِ راست مبادلہ کیا جاتا ہے۔ جس تناسب میں اشیاء عمومی طور پر اپنی اصلی قیمتوں میں آتی ہیں، یعنی اس تناسب میں کہ جس کے تحت اس کی اقدار قیمتی دھاتوں کی گھٹتی ہوئی اقدار کے مطابق جانی جاتی ہیں، اسی تناسب میں اُس دھات کی مقدار جو اُن نئی قیمتوں کا اندازہ کرنے کے لئے درکار ہوتی ہے، ماقبل ہی مہیا کر دی جاتی ہے۔ ان نتائج کے یک طرفہ مشاہدے سے، جو کہ سونے اور چاندی کی تازہ رسد کی دریافت کے نتیجے میں رونما ہوئے ہیں، سترھویں صدی کے کچھ معیشت دانوں اور اٹھارویں صدی کے بیشتر معیشت دانوں نے غلط نتائج بھی اخذ کئے ہیں، اور وہ یہ کہ اشیاء کی قیمتیں اس وجہ سے بڑھتی ہیں کہ ذریعہ گردش کے بطور استعمال ہونے والے سونے اور چاندی کی مقدار میں اضافہ ہوتا ہے۔ آئندہ سے ہم سونے کی قدر متعین ہی تصور کریں گے جیسا کہ حقیقت میں کسی شے کی قیمت کا تخمینہ لگاتے وقت عارضی طور پر ہوتا ہے۔

پھراس مفروضے کی رو سے، ذریعۂ گردش کی مقدار ان قیمتوں کے مجموعے سے متعین ہوگی جن کا حصول مطلوب ہے۔اب اگر ہم پھر تصور کریں کہ ہر شے کی قیمت طے شدہ ہےتو اس صورت میں قیمتوں کا مجموعہ واضح طور پر گردش میں موجود اشیاء کے حجم پر منحصر ہوگا۔ یہ سمجھنے کے لئے بہت کم ذہنی مشقت کی ضرورت ہوگی کہ اگر 1 کلو گندم پر 2 پونڈ لاگت آئے تو 100 کلو گندم پر 200 پونڈ، اور 200 کلو پر 400 پونڈ، وغیرہ وغیرہ....، اس کے نتیجے میں روپے کی جو مقدار بیچی جانے والی گندم سے اپنی جگہ بدلتی ہے اسے اس گندم کی مقدار کے حساب سے بڑھنا بھی چاہئے۔

اگر اشیاء کا حجم یکساں رہےتو گردش میں موجود روپے کی مقدار میں اشیاء کی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کے سبب تبدیلی آئے گی۔ یہ اس وجہ سے بڑھے اور گھٹے گا کہ قیمتوں کا مجموعہ گھٹتا بڑھتا ہے، یا پھر قیمت کا فرق اسے بھی متاثر کرتا ہے۔ یہ اثر پیدا کرنے کے لئے اس بات کی کسی بھی طور پر ضرورت نہ ہوگی کہ تمام اشیاء کی قیمتیں بیک وقت گھٹیں یا بڑھیں۔ بہت سی اہم چیزوں کی قیمتوں میں کمی یا اضافہ ایک طرف تو تمام اشیا کی قیمتوں کے مجموعے میں اضافے کے لئے کافی ہوگا اور دوسری طرف کمی کے لئے۔ چاہے قیمت میں کمی یا زیادتی اشیاء کی قدر میں حقیقی تبدیلی کا باعث بنے، یا پھر یہ منڈی کی قیمتوں کے فقط تار چڑھاؤ کا نتیجہ ہو، ہر دو صورتوں میں ذریعۂ گردش کی مقدار پر اثر ایک جیسا ہی رہتا ہے۔

فرض کریں کہ ذیل کی چیزیں مختلف مقامات پر فروخت کی جاتی ہیں، یا پھر ان کی جزوی صوری تبدیلی وقوع پذیر ہوتی ہے، مثلاً 1 کلو گندم، 20 گز ململ، 1 بائبل اور 4 بوتل برانڈی، اگر ہر چیز کی قیمت، بالترتیب دو دو روپے ہو تو ان کی قیمتوں کا مجموعہ یقیناً 8 پونڈ ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 8 پونڈ کی رقم گردش میں آئے گی۔ اگر دوسری طرف ان تمام چیزوں کو صوری تبدیلی کی ذیل کی زنجیر میں بیان کیا جائے: 1 کلو گندم_2 پونڈ_ 20 گز ململ_2 پونڈ_1 بائبل_2 پونڈ_4 بوتل برانڈی_2 پونڈ ، ایک ایسی زنجیر جس سے ہم بخوبی آگاہ ہیں، اس مسئلے کی رو سے 2 پونڈ [رقم] ہی تمام اشیاء کی بالترتیب گردش کا باعث بنے تھے، اور باری باری اپنی قیمتیں اور ان [قیمتوں] کا مجموعہ 8 پونڈ متعین کرنے کے بعد وہ شراب فروش کی جیب میں پہنچ کر جمود میں آجاتی ہے۔ اس طرح سے دو پونڈ نے چار حرکات ظاہر کیں۔ روپے کے انہیں سکوں کی دوہرائی گئی یہی مکانی تبدیلی اشیاء کی بنتر میں دوہری تبدیلی سے ہم آہنگ ہے، یعنی [اوّلاً] گردش کی دو جہتوں کیمخالف سمتوں میں حرکت، اور مختلف اشیاء کی صوری تبدیلیوں کا اتصال۔ 28 یہ متضاد اور ہم آہنگ مدارج جن پر صوری تبدیلی کا عمل مشتمل ہے، بیک وقت ہی رونما نہیں ہوتے، بلکہ یکے بعد دیگرے رونما ہوتے ہیں۔ چنانچہ سلسلے کی تکمیل کے لئے وقت درکار ہوتا ہے۔ پس روپے کے بہاؤ کی ولاسٹی velocity ان چکروں کی تعداد سے جانی جاسکتی ہے جو روپے کی کچھ مقدار خاص وقت میں پورے کرسکتی

ہے۔فرض کریں کہ چار چیزوں کی گردش 4 دنوں میں مکمل ہوتی ہے اوران دونوں میں ظاہر ہونے والی قیمتوں کا مجموعہ 8 پونڈ بنتا ہے، روپے کے 2 سکوں کے چکروں کی تعداد 4 بنتی ہے۔اور گردش میں موجود رقم 2 پونڈ ہے۔ پس، گردش کے عمل کے دوران ایک خاص عرصے میں درج ذیل مساوات اخذ ہوگی: ذریعۂ گردش کا کردار ادا کرنے والے روپے کی مقدار اشیاء کی قیمتوں کے مجموعے کوایک ہی تسمیہ کے سکوں کے لگائے ہوئے چکروں کی تعداد سے تقسیم کرنے پر حاصل ہوگی۔اس قانون کی حیثیت عمومی ہے۔

کسی بھی ملک میں مخصوص وقفے کے دوران اشیاء کی مجموعی گردش، ایک طرف تو لا تعداد تنہا اور جز وقتی صوری تبدیلیوں کی مرہونِ منت ہوتی ہے، ایسی فروختیں جو بیک وقت خریدیں بھی ہیں اور جن میں ہر سکہ صرف ایک بار ہی اپنی جگہ بدلتا ہے یا صرف ایک ہی بار حرکت پذیر ہوتا ہے؛ دوسری طرف ان لاتعداد مکمل صوری تبدیلیوں کی جو کہ جزوی طور پر ساتھ ساتھ رونما ہو رہی ہوتی ہیں، اور جزوی طور پر ایک دوسرے میں ضم ہو رہی ہیں اور جن سلسلوں میں سے ہر ایک میں ہر سکہ کافی مرتبہ حرکت پذیر ہوتا ہے، ان حرکتوں کی تعداد صورتِ احوال کے موافق زیادہ بھی ہوسکتی ہے اور کم بھی۔ اگر ایک ہی قیمت کے تمام سکوں کے چکروں کی کل تعداد دی گئی ہو تو ہم اس قیمت کے ایک سکے کے لگائے ہوئے چکروں کی اوسط یا روپے کے بہاؤ کی اوسط ولاسٹیvelocity اخذ کر سکتے ہیں۔ ہر دن کے آغاز میں گردش میں آنے والے روپے کی مقدار کو ان تمام اشیاء کی مجموعی قیمتوں سے اخذ کیا جا سکتا ہے جو بیک وقت اور ایک ساتھ گردش میں ہیں۔لیکن ایک دفعہ گردش میں آنے کے بعد سِکّے ایک دوسرے سے متعلق کر دیے جاتے ہیں۔ اگر ایک اپنی ولاسٹی میں اضافہ کرتا ہے تو دوسرا یا تو اپنی ولاسٹیمیں کمی کرے گا، یا پھر گردش سے باہر ہو جائے گا؛ کیونکہ گردش سونے کی صرف ایسی مقدار ہی کو قبول کرے گی کہ جب اسے ایک سکے یا[قیمتی] دھات کے کل چکروں کی تعداد کے ساتھ ضرب کیا جائے تو یہ ان کل قیمتوں کے برابر ہوگا جن کا حصولمطلوب ہے۔ پس اگر سونے کے تنہا ٹکڑوں کے چکروں میں اضافہ ہو جائے تو اجتماعی ٹکڑوں کی تعداد میں کمی آجائے گی، اور اگر اس تنہا سکے کے چکروں میں کمی آجائے تو سکوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔ چونکہ روپے کی وہ مقدار جس کی تجذیب گردش میں ہوسکتی ہے، [روپے] کے بہاؤ کی موجود ولاسٹیvelocity میں مخصوص ہوتی ہے، تو چھوٹے سکوں کی مخصوص تعداد کو گردش سے خارج کرنے کے لئے صرف یہی ضروری ہے کہ 1 پونڈ کے نوٹوں کی اتنی ہی تعداد کو اس میں داخل کر دیا جائے۔ یہ ایسی اُستادی ہے جس سے ہر بنک والا خوب واقفہے۔

جب عام جائزہ لیا جائے تو بالکل اسی طرح روپے کا بہاؤ محض اشیاء کی گردش کا پرتو ہی ہے، یا پھر ان متضاد صوری تبدیلیوں کا جن سے وہ [اشیاء] دوچار ہوتی ہیں۔ اسی طرح سے اس بہاؤ کی ولاسٹیvelocirty اس تیزی کا عکس ہے جس تیزی سے اشیاء اپنی بنتر بدلتی ہیں، یعنی صوری تبدیلیوں کے ایک سلسلے کا دوسرے سلسلے سے

مسلسل رابطہ، مادے کا تیز سماجی تبادلہ، گردش کے کُرے سے اشیاء کا تیزی سے خروج، اور اتنی ہی مقدار کی نئی اشیاء کا ان کی جگہ حاصل کرنا۔ پس بہاؤ کی ولاسٹی velocity میں ہمارے پاس متضاد اور ہم آہنگ مدارج کا تیز اتصال حاصل ہوتا ہے، اشیاء کے مفید خواص کی ان کے قدری خواص سے تبدیلی، اور ان کی آخر الذکر پہلو سے دوبارہ اول الذکر میں تبدیلی، یا پھر فروخت اور خرید کے دو عملوں کا اتصال۔ دوسری طرف بہاؤ کی تخفیف ان دونوں عملوں کی دو تنہا اور متضاد مدارج میں علیحدگی، ہئیت میں تبدیلی میں ٹھہراؤ اور اس وجہ سے مادے کے سماجی تبادلے میں جمود کی عکاسی کرتی ہے۔ خود گردش اس طرح کے وقفوں کا کوئی سراغ فراہم نہیں کرتی؛ یہ محض اس عمل ہی کو دکھاتی ہے۔ عوام الناس جو کہ بہاؤ کی تخفیف کے ساتھ ہی گردش کے عمل کے دوران روپے کو سستی سے آتا اور غائب ہوتا دیکھتے ہیں، اس تخفیف کو فطری طور پر ہی ذریعۂ گردش میں مقداری کمی کی مد میں قبول کرتے ہیں۔ 29

روپے کی مجموعی مقدار جو کسی وقت ذریعۂ گردش کا منصب ادا کر رہی ہوتی ہے دو طریقوں سے جانی جا سکتی ہے: ایک طرف تو گردش میں موجود اشیاء کی قیمتوں کے مجموعے سے اور دوسری طرف اس سرعت سے جس کے تحت صوری تبدیلی کے متضاد مدارج یکے بعد دیگرے رونما ہوتے ہیں۔ اس سرعت پر منحصر ہے کہ ہر ایک سکہ کل قیمتوں کے کتنے حصے کے تناسب کا حصول کر سکتا ہے۔ لیکن گردش میں موجود اشیاء کی قیمتوں کا مجموعہ ان کی مقدار کے ساتھ ساتھ ان کی قیمتوں پر بھی منحصر ہوتا ہے۔ تاہم یہ تینوں عوامل، یعنی قیمتوں کی صورتِ احوال، گردش میں موجود اشیاء کی مقدار، اور روپے کے بہاؤ کی ولاسٹی velocity، سب متغیر ہیں۔ پس حاصل ہونے والی قیمتوں کا مجموعہ اور نتیجتاً اس مجموعے پر منحصر ذریعۂ گردش کی مقدار بھی ان تینوں عناصر کے آپسی تعلق سے آنے والی کئی ایک تبدیلیوں کی وجہ سے متاثر ہوں گے۔ ان تمام تبدیلیوں میں سے ہمارے زیرِ بحث صرف وہ آئیں گی کہ جن کی قیمت کی تاریخ میں بڑی اہمیت ہے۔

جب قیمت مستقل رہتی ہے، ذریعۂ گردش کی مقداریں اسی نسبت سے بڑھیں گی جس نسبت سے گردش میں آنے والی اشیاء میں اضافہ ہوگا، یا پھر کرنسی کی ولاسٹی میں کمی آنے سے، یا پھر دونوں کے ملاپ سے۔ دوسری طرف ذریعۂ گردش کی مقدار اسی نسبت سے گر سکتی ہے جس نسبت سے گردش میں موجود اشیاء میں کمی آئے، یا پھر ان کی گردش کی سرعت میں اضافہ ہو۔

اشیاء کی قیمتوں میں عمومی اضافے سے ذریعۂ گردش کی مقدار مستقل ہی رہے گی، بشرطیکہ گردش میں موجود اشیاء کی تعداد ان کی قیمتوں میں اضافے ہی کی نسبت سے کم ہو، یا پھر کرنسی کی رفتار اسی حساب سے بڑھے کہ جس سے ان اشیاء کی قیمت بڑھتی ہے، اور گردش میں موجود اشیاء کی تعداد مستقل ہی رہے۔ ہو سکتا ہے ذریعۂ گردش کی مقدار میں اس وجہ سے کمی ہو جائے کہ اشیاء کی تعداد میں زیادہ تیزی سے کمی واقع ہوئی ہے یا پھر گردش کی ولاسٹی

قیمتوں میں اضافہکی نسبت زیادہ تیزی سے بڑھی ہے۔

اشیاء کی قیمتوں میں عمومی کمی سے ذریعۂ گردش کی مقدار بھی مستقل رہے گی، بشرطیکہ اشیاء کی تعداد میں اسی تناسب سے اضافہ ہو کہ جس تناسب سے ان کی قیمتیں کم ہوتی ہیں، یا پھر اُسی تناسب میں بہاؤ کی ولاسٹیvelocity میں کمی ہو۔ ذریعۂ گردش کی مقدار میں اضافہ ہوگا، بشرطیکہ اشیاء کی تعداد میں زیادہ تیزی سے اضافہ ہو، یا پھر گردش کی سرعت میں زیادہ تیزی سے کمی آئے بہ نسبت اس رفتار کے کہ جس رفتار سے قیمت گرے۔

مختلف عناصر کی کمی بیشی باہمی طور پر ایک دوسرے کی کمی یا زیادتی کو برابر کر دیتی ہے، لہٰذا باوجود ان کے مسلسل عدم استحکام کے، حاصل ہونے والی قیمتوں کا مجموعہ اور گردش میں موجود روپے کی مقدار مستقل رہتے ہیں؛ نیتجتاً، اگر ہم لمبی مدتوں کو مدِ نظر رکھیں تو ہم دیکھیں گے کہ کسی ملک میں گردش پذیر روپے کی مقدار کا اوسط سطح سے انحرافات زیادہ قلیل ہوتے ہیں جو پہلے پہل نظر آتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ اثرات جو اکثر اوقات صنعتی اور تجارتی بحرانوں کی وجہ سے پیدا ہونے والی اتھل پتھل کے علاوہ ہیں، یا کم تعداد میں روپے کی قدر میں تغیر کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔

یہ قانون کہ ذریعۂ گردش کی مقدار زیرِ گردش اشیاء کی مجموعی تعداد سے اخذ کی جا سکتی ہے، اور کرنسی کی اوسط ولاسٹی[30] کو بھی ذیل کے انداز میں بیان کیا جا سکتا ہے: اگر اشیاء کی اقدار کا مجموعہ اور ان کی صوری تبدیلیوں کی اوسط تیزی دی گئی ہو تو موجود قیمتی دھات جو روپے کی حیثیت سے بہاؤ میں ہے اس کی مقدار قیمتی دھات کی قدر پر منحصر ہے۔ اس کے برعکس غلط نقطۂ نظر یہ ہے کہ قیمتیں ہی گردش کے ذریعے کی مقدار سے متعین کی جاتی ہیں، اور یہ کہ آخر الذکر کسی ملک میں موجود قیمتی دھات کی مقدار پر منحصر ہے۔[31] جن لوگوں نے یہ نظریہ اپنایا انہوں نے اس کی بنیاد اس احمقانہ مفروضے پر رکھی کہ پہلی بار گردش میں آنے پر اشیاء قیمت کے بغیر ہوتی ہیں، اور روپیہ کسی قسم کی قدر کا حامل نہیں ہوتا، اور یہ کہ ایک بار گردش میں آنے کے بعد متفرق اشیا کے کسی خاص حصے کا قیمتی دھات کے ڈھیر کے ایک متناسب حصے سے مبادلہ کیا جاتا ہے۔[32]

C۔ سکہ اور قدر کی علامتیں

روپیہ سکے کی شکل اختیار کر جاتا ہے اور یہ منصب اس کے ذریعہ گردش ہونے کی بنا پر ہے۔ اشیا کی قیمتیں یا ان کا نام روپیہ جو سونے کے اس وزن کو تصور میں بیان کرتے ہیں جس [سونا] کے لئے ضروری ہے کہ گردش میں موجود اشیاء کو مخصوص مالیت کے سکوں یا سونے کے ٹکڑوں سے ظاہر کرے۔ قیمتوں کے پیمانوں کی تعیین کی مانند،

سکہ سازی بھی ریاست ہی کی ذمہ داری ہے۔ وہ مختلف حکومتی نشانات جو مقامی طور پر سونے اور چاندی پر ثبت کیے جاتے ہیں، اور پھر [جنہیں سکوں کی صورت میں] دوبارہ منڈی میں ارسال کر دیا جاتا ہے، اشیاء کے داخلی یا ملکی دائرہ کارکوان کے عالمی کرے سے ممیّز کرتے ہیں۔

سکّے اور سونے میں واحد فرق شکل وشباہت کا ہے، اور سونا کسی بھی وقت ایک شکل سے دوسری شکل میں جا سکتا ہے۔ 33 لیکن جونہی سکّہ ٹکسال سے باہر آتا ہے یہ ڈھلائی خانے کی طرف سفر پر گامزن ہو جاتا ہے۔ اپنے بہاؤ کے دوران کچھ سکے زیادہ اور کچھ کم گھستے ہیں۔ نام اور ماہیت، مقرر کردہ وزن اور حقیقی وزن ہی ان کی علیحدہ حیثیت متعین کرنے والے عوامل ہیں۔ ایک ہی تسمیہ کے سکوں کی قدر ان کے اوزان کی وجہ سے مختلف ہوتی ہے۔ سونے کا وہ وزن جو قیمت کے معیار کے بطور ان [سکوں] پر مقرر کیا جاتا ہے، اس وزن سے انحراف کر جاتا ہے جو ذریعۂ گردش کا منصب ادا کرتا ہے، اور آخرالذکر ان اشیاء کا زیادہ دیر تک حقیقی مساوی القوت نہیں رہتا جن کی قیمت کا یہ اظہار کرتا ہے۔ قرونِ وسطیٰ میں اور اس سے قبل 18 ھویں صدی میں سکّہ سازی کی تاریخ اس وجہ سے پیدا ہونے والی اس نت نئی الجھن کا پتا دیتی ہے۔ گردش کا وہ فطری رجحان جس کے تحت وہ سکّے کو محض اُس شباہت میں بدل دیتی ہے جس کا کہ وہ حامل ہوتا ہے، یعنی دھات کے وزن کی ایک ایسی علامت میں کہ جس کا انہیں حامل سمجھا جاتا ہے، جدید قانونی نظام کے تحت ہی شناخت پا سکتا ہے۔ یہ قانون قزن میں کمی کی حد متعین کرتا ہے جس سے سونے کے سکے کی قیمت کم ہو جاتی ہے اور یہ مزید قانونی سند نہیں رکھتا۔

یہ حقیقت کہ سکوں کی کرنسی بجائے خود اپنے تفویض کردہ وزن اور حقیقی وزن میں فرق کا باعث بنتی ہے، جس سے بطور دھات کے ٹکڑوں اور دوسری طرف بطور سکوں کے ان کے مخصوص کردار میں فرق کیا جاتا ہے، یہ حقیقت اس امکان کو اجاگر کرتی ہے کہ دھاتی سکّوں کی جگہ پر دوسری علامتی چیزیں استعمال کی جا سکتی ہیں یعنی ایسی علامتوں کے بطور جو سکوں کا کام دیتی ہیں۔ سکّہ سازی کے سلسلے میں سونے اور چاندی کی مقداروں کی تخفیف میں پیش آنے والی عملی مشکلات، اور وہ صورتِ احوال جس میں کم قیمت دھات قدر کے پیمانے کے بطور زیادہ قیمت دھات کی جگہ استعمال ہوتی ہے، جیسے چاندی کے بجائے تانبا، سونے کے بجائے چاندی، اور یہ کہ کم قیمت دھاتیں روپے کے بطور اس وقت تک گردش میں رہتی ہیں جب تک انہیں زیادہ قیمت دھاتیں نکال باہر نہ کریں۔ یہ تمام حقائق چاندی اور تانبے کے سکّوں کے ان علامتی مناصب کی وضاحت کرتے ہیں جو یہ سونے کے سکّوں کے متبادل کے بطور ادا کرتے ہیں۔ چاندی اور تانبے کے سکّے (ٹوکن) گردش کے ان حصوں میں سونے کے متبادل آتے ہیں جہاں پر سکّے زیادہ تیزی کے ساتھ گردش میں آتے ہیں، اور استعمال سے بہت زیادہ خراب ہوتے ہیں۔ یہ وہاں ہوتا ہے جہاں پر فروخت اور خرید کے عمل بہت چھوٹی سطح پر مسلسل جاری رہتے ہوں۔ ان عارضی سکّوں کو مستقل طور

پر سونے کی جگہ پر آنے سے روکنے کے لئے ،مثبت تطبیق اس بات کا تعین کرتی ہے کہ انہیں لازمی طور پر سونے کی جگہ پر بطور معاوضہ کس حد تک قبول کیا جا سکتا ہے۔کرنسی میں مختلف مالیتوں کے سکّوں کی وضع کردہ روشیں فطری طور پر ہی ایک دوسرے میں سرایت پذیر ہوتی ہیں۔ٹوکن سونے کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے چلتے ہیں کہ سونے کے سب سے چھوٹے سکوں کی انتہائی چھوٹی مالیت کا منصب ادا کر سکیں۔ایک طرف تو سونا پرچون گردش میں شامل ہوتا رہتا ہے اور دوسری طرف علامتی سکّوں (ٹوکن) میں بدلے جانے کی وجہ سے گردش سے باہر بھی ہوتا رہتا ہے۔34

سونے اور چاندی کے سکّوں میں دھات [سونے] کا وزن ایک صوابدیدی قانونی شق کے تحت مقرر کیا جاتا ہے۔جب یہ گردش میں ہوں تو سونے کے سکّوں سے بھی زیادہ تیزی سے گھس جاتے ہیں۔پس ان کے منصب اپنے اوزان سے مکمل طور پر آزاد ہوتے ہیں اور نتیجتاً ساری کی ساری قدر سے بھی۔سونے کا سکّوں کے بطور منصب اس سونے کی دھاتی حیثیت سے بھی مکمل طور پر آزاد ہو جاتا ہے۔چنانچہ وہ چیزیں جو کہ مقابلتاً بلا قدر ہوتی ہیں، جیسے کاغذ کے نوٹ،اس کی جگہ پر سکّوں کے بطور کام آ سکتے ہیں۔یہ خالص علامتی خاصہ ایک خاص حد تک دھات کے سکّوں میں پنہاں ہوتا ہے۔کاغذ کے روپوں میں اس کی موجودگی صاف طور پر واضح ہے۔در حقیقت ابتدائی قدم ہی مشکل ہے۔

ہم یہاں صرف اس غیر متبدل کاغذی روپوں کی طرف اشارہ کریں گے جنہیں حکومت جاری کرتی ہے اور جن کی گردش لازم ہوتی ہے۔اس کی جڑیں براہِ راست دھاتی کرنسی میں ملتی ہیں۔قرض (credit) پر منحصر روپیہ کچھ دوسری شرائط پر مبنی ہوتا ہے اور اس سے ہم تا حال لاعلم ہیں کیونکہ اس وقت ہمارے زیرِ بحث صرف اشیاء کی عمومی گردش ہے۔لیکن ہم اتنا ضرور واضح کر سکتے ہیں، کہ جس طرح اصل کاغذی روپیہ ذریعۂ گردش کے بطور اپنے منصب سے ظہور پذیر ہوتا ہے،اس طرح کریڈٹ پر منحصر روپیہ بھی روپے کے ادائیگی کے منصب میں خود بخود جڑ پکڑ لیتا ہے۔35

حکومت ان کاغذی نوٹوں کو گردش میں کھپا دیتی ہے جن پر 1 پونڈ، 5 پونڈ وغیرہ کی مانند مالیتیں چھپی ہوتی ہیں۔اب چونکہ وہ حقیقتاً اس مالیت کے حامل سونے کی جگہ حاصل کر لیتے ہیں، [اس لئے] ان کی حرکت ان قوانین کی مرہونِ منت ہوتی ہے جو خود روپے کی کرنسی متعین کرتے ہیں۔کاغذی روپوں کے ساتھ وابستہ قانون صرف اس تناسب ہی سے پھوٹ سکتا ہے جس کے تحت وہ [کاغذی] روپیہ سونے کی نمائندگی کرتا ہے۔ایسا قانون موجود ہے،اور اس کی ذیل میں بڑی آسانی سے وضاحت کی جاتی ہے؛ کاغذی روپوں کی مقدار کو کبھی بھی سونے کی (یا چاندی کی یا جو بھی ہو) مقدار سے تجاوز نہیں کرنی چاہئے جو اگر علامتوں سے بدلا نہ گیا ہوتو حقیقتاً گردش میں آ سکتا ہو۔اب سونے کی وہ مقدار جسے گردش سما سکتی ہے،ایک مخصوص سطح سے مسلسل گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔باوجود یکہ یہ

تمام تجربے کی بات ہے کہ کسی بھی ملک میں گردشی ذریعے کا کل حجم ایک خاص کم سے کم سطح سے نیچے نہیں جاتا۔ یہ حقیقت کہ اس کم سے کم حجم کے اجزا مسلسل تبدیلی کے مراحل سے گزرتے ہیں، یا سونے کے وہ ٹکڑے جس پر یہ مشتمل ہوتا ہے، مسلسل نئے ٹکڑوں سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں، درحقیقت نہ تو اس کی مقدار پر اثر انداز ہوتے ہیں اور نہ ہی اس کی گردش کے تسلسل پر۔ البتہ انہیں کاغذی نوٹوں سے ضرور بدلا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف اگر آج گردش کے دھاروں کو کاغذی روپوں سے ان میں روپیہ سمانے کی گنجائش تک لبا لب بھر دیا جائے تو ممکن ہے کہ کل وہ اشیاء کی گردش میں رونما ہونے والے اتار چڑھاؤ کے نتیجے میں گردش سے باہر بہہ نکلیں، چنانچہ کوئی معیار باقی نہ رہے گا۔ اگر کاغذی روپیہ اپنی اس مخصوص حد سے تجاوز کر جائے جو اس اتنی مالیت کے سونے کے سکّوں میں موجود رقم ہے، جو واقعتاً متحرک ہیں تو اس صورت میں یہ عمومی عدمِ شہرت کے خطرے سے دوچار ہونے سے درکنار، صرف سونے کی اس مقدار ہی کو بیان کرتی ہے جو کہ اشیاء کی گردش کے اصولوں کے مطابق نہ صرف درکار رہے بلکہ صرف اس ہی کا محض کاغذ میں اظہار بھی کیا جا سکتا ہے۔ اگر کاغذی روپے کی مقدار اس سے دوگنی کر دی جائے جتنی ہونی چاہیے، پھر یقیناً 1 پونڈ کی رقم 1/4 اونس سونے کے برابر نہ ہوگی بلکہ 1/8 اونس کے برابر ہوگی۔ یہی اثر اس وقت بھی ظاہر ہوگا اگر قیمتوں کے معیار کے بطور سونے کے منصب میں کوئی تبدیلی واقع ہو، وہ قدریں جو پہلے 1 پونڈ سے ظاہر کی جاتی تھیں اب 2 پونڈ سے ظاہر کی جائیں گی۔

کاغذ کا روپیہ ایک ایسا ٹوکن ہے جو سونے یا روپے کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کے اور اشیاء کی اقدار کے مابین تعلق یہ ہے کہ آخر الذکر سونے کی انہیں مقداروں میں فرضی طور پر ظاہر کئے جاتے ہیں جو مقداریں کاغذ [کے روپے] علامتی طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ جہاں تک کاغذ کا روپیہ سونے کی نمائندگی کرتا ہے، جو تمام اشیا کی طرح قدر کا حامل ہے، صرف اسی لئے یہ قدر کی علامت بن جاتا ہے۔ 36

آخری بات یہ کہ کوئی پوچھ سکتا ہے کہ سونے کی جگہ ایسے ٹوکن کیونکر لے سکتے ہیں جو قدر کے حامل نہیں ہوتے؟ لیکن جیسا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے ہیں کہ ایسا صرف [سونے کے] سکّے کے بطور استعمال ہونے کے باوصف ہی ممکن ہے، یا گردش کے ذریعے کے بطور، اور بس۔ اب روپیہ اس ایک منصب سے ہٹ کر کئی ایک کا حامل ہے، اور ضروری نہیں کہ محض ذریعۂ گردش کا منصب سونے کے سکے کے ساتھ وابستہ کیا گیا بلکہ یہ تو صرف ان گھسے پٹے سکّوں کا ہے جو کہ مسلسل گردش میں ہیں۔ ہر روپیہ محض ایک سکّہ ہے، یا پھر گردش کا ذریعہ، اور صرف اس وقت تک کہ جب تک یہ واقعی گردش میں رہتا ہے۔ لیکن یہی معاملہ سونے کے اس کم سے کم مواد کے ساتھ ہے جو کاغذ کے روپے سے بدلا جانے کا اہل ہے۔ وہی مواد مسلسل طور پر گردش میں رہتا ہے اور مسلسل ذریعۂ گردش کا کام انجام دیتا رہتا ہے، اور صرف اس مقصد کے لئے ہی رکھا جاتا ہے۔ اس کی حرکت صرف صوری تبدیلی کے

تسلسل میں رونما ہونے والے متضاد مدارج: C_M_C، ہی کو بیان کرتی ہے، ایسے مدارج کہ جن میں اشیاء اپنی قدری اشکال کا اظہار پاتی ہیں، تاکہ وہ دوبارہ فوراً غائب ہو جائیں۔ ایک شے کی قدرِ مبادلہ کا آزاد وجود عارضی ہیولا ہے جس کے ذریعے ایک شے کی جگہ فوراً دوسری شے لے لیتی ہے۔ پس اس عمل میں جو کہ روپے کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ جانے پر مجبور کرتا رہتا ہے، اس میں روپے کا محض علامتی اظہار کافی ہے۔ بہ الفاظِ دیگر اس کا منصبی وجود اس کے مادی وجود کو اپنے اندر ضم کر لیتا ہے۔ اشیاء کی قیمتوں کا عارضی اور معروضی پرتو ہونے کی وجہ سے یہ صرف اپنی ہی علامت کا کام دیتا ہے، چنانچہ ٹوکن سے بدلے جانے کا اہل ہوتا ہے۔ 37 تاہم ایک چیز ضروری ہے کہ یہ ٹوکن خود اپنی معروضی سماجی سند کا حامل ہو، اور یہ خاصیت علامتی کاغذ [کرنسی نوٹ] زبردستی لاگو کی گئی گردش کے باوصف حاصل کر سکتا ہے۔ ریاست کا یہ ناگزیر اقدام صرف اس اندرونی کُرے میں موثر ثابت ہو سکتا ہے جو سماجی ڈھانچے کی ذیلی آبادیوں تک محدود ہوتا ہے، لیکن اس کُرے کے اندر رہتے ہوئے ہی روپیہ مکمل طور پر ذریعۂ گردش کا منصب سرانجام دیتا ہے، یعنی روپیہ بن جاتا ہے۔

فصلِ سوم: روپیہ

وہ شے جو قدر کے پیمانے کا کام سرانجام دیتی ہے؛ چاہے خود اپنی ذات کی رو سے یا نمائندے کی حیثیت سے ذریعۂ گردش کا کام کرتی ہے، روپیہ ہے۔ لہٰذا سونا (یا چاندی) روپیہ ہے۔ ایک طرف تو یہ روپے کا منصب ادا کرتا ہے جب یہ خود اپنے آپ میں بحیثیت سونا موجود ہوتا ہے۔ پھر یہ شے۔ روپیہ ہے، صرف خیالی طور پر ہی نہیں جب یہ قدر کے پیمانے کا منصب ادا کرتا ہے؛ نہ ہی جب یہ ذریعہ گردش کا کام دیتا ہے تو اس کی نمائندگی ہو سکتی ہے۔ دوسری طرف یہ روپے کے بطور بھی کام آتا ہے جب یہ اپنے منصب کی رو سے قدر کے تنہا روپ میں مجتمع ہوتا ہے، چاہے یہ منصب یہ خود ادا کرے یا اس کا نمائندہ۔ اور قدرِ مبادلہ کے وجود کی یہی وہ واحد موزوں حالت ہے جس میں یہ قدرِ مبادلہ کے مقابل آتی ہے جس کی نمائندگی دوسری تمام اشیاء کی اقدار صرف کرتی ہیں۔

a. جمع وست (Hoarding)

اشیاء کی دو متضاد صوری تبدیلیوں کی ایک چکر میں مسلسل حرکت، یا یک بعد دیگرے فروخت اور خرید کا نہ رکنے والا عمل روپے کی متحرک گردش میں منعکس ہوتا ہے۔ یا پھر اس عمل میں جو روپیہ گردش کی ازلی حرکت کی صورت میں سرانجام دیتا ہے۔ لیکن جیسے ہی صوری تبدیلیوں کی زنجیر منقطع ہوتی ہے، یعنی جیسے ہی فروختوں کی جگہ

متبادل خریداریاں نہیں آتیں، روپے کی حرکت رک جاتی ہے۔ یہ Biosguillebert کے بقول متحرک سے ساکن ہو جاتا ہے، یعنی سکّے سے روپیہ بن جاتا ہے۔

اشیاء کی گردش کی ابتدائی ترین ترقی کے ساتھ ساتھ پہلی صوری تبدیلی کی مصنوعہ کو قبضے میں کرنے کی یہ جذباتی خواہش اور ضرورت بھی رواج پا جاتی ہے۔ یہ مصنوعہ کسی شے ہی کی بدلی ہوئی شکل ہوتی ہے یا اس کے خام سونے کی۔ [38]چنانچہ اشیاء اس مقصد کے تحت نہیں بیچی جاتیں کہ دوسری خریدیں جاسکیں، بلکہ صرف اس مقصد کے تحت کہ ان کی شکلِ شے کو شکلِ روپیہ میں بدل دیا جائے۔ صرف اشیاء کی گردش کا ذریعہ ہونے کی بجائے، یہ بنتری تبدیلی مقصد بن جاتی ہے۔ شے کے بدلے ہوئے روپ کو اس طرح سے غیر موزوں طور پر قابلِ بُعد حالت کا کردار ادا کرنے سے روکا جاتا ہے، یا بطور اس کی محض عارضی حالتِ روپیہ کو۔ روپیہ ذخیرے میں جامد ہو کر رہ جاتا ہے، اور فروخت کنندہ روپے کا ذخیرہ اندوز بن جاتا ہے۔

اشیاء کی گردش کے ابتدائی مراحل میں محض زائد اقدار صرف ہی روپے میں بدلتی ہیں۔ اس طرح سے سونا اور چاندی خود اپنے تئیں معاشرتی برتری یا دولت کے لئے موزوں ٹھہرتے ہیں۔ ذخیرہ اندوزی کا یہی سادہ لوح انداز ہی کچھ ایسے معاشروں میں زور پکڑتا ہے جہاں روایتی اندازِ پیداوار گھریلو ضروریات کی ایک محدود اور متعینہ دائرے کے لئے ہی ہوتا ہے۔ یہ صورتِ حال ایشیا کے عوام کے لئے بالعموم اور مشرقی ہندوستان کے لئے درست ہے۔ Vanderlint، جس کا خیال ہے کہ ایک ملک کی اشیاء کی قیمتیں اس ملک میں پائے جانے والے سونے اور چاندی کی مناسبت سے مقرر کی جاتی ہیں خود سے سوال کرتا ہے کہ ہندوستان کی اشیاء اتنی سستی کیوں ہیں۔ پھر جواب دیتا ہے: کیونکہ ہندو اپنا سونا دفن کر دیتے ہیں۔ وہ واضح کرتا ہے کہ سال 1602 سے 1734 تک کے عرصے میں انہوں نے چاندی کے 150 ملین پونڈ اسٹرلنگ دفن کئے؛ جو بنیادی طور پر یورپ میں امریکہ سے آئے تھے۔ [39]1856 سے 1866 تک دس سال کے عرصے میں انگلستان نے ہندوستان اور چین میں چاندی کے 120,0000,00 پونڈ برآمد کئے۔ جو کہ آسٹریلوی سونے کے مبادلے سے حاصل ہوئے تھے۔ چین میں برآمد کی جانے والی چاندی کا ایک بڑا حصہ ہندوستان میں چلا گیا۔

جیسے جیسے اشیاء کی پیداوار ترقی کرتی ہے، اشیاء کے ہر پیداکار مجبور ہو جاتا ہے کہ ارتباطی ذریعے، یا سماجی نسبت کے بارے یقین کر لے۔ [40]اس کی ضروریات پیدا ہوتی رہتی ہیں اور اسے مسلسل دوسرے لوگوں کی چیزوں کی خریداری پر اکساتی رہتی ہیں۔ جب کہ خود اس کی اپنی چیزوں کی پیداوار اور فروخت کسی نہ کسی وقت اور [مناسب] حالات کا تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ بغیر بیچے ہی خریدنے کے قابل ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس نے قبل ازایں بغیر خریداری ہی کے فروخت کی ہو۔ یہ عمل عمومی سطح پر وقوع پذیر ہونے پر تضاد کا حامل نظر آتا ہے۔

لیکن بیش قیمت دھاتیں اپنے پیداواری ذریعے پر ہی دوسری اشیاء کے ساتھ براہِ راست ہی بدل لی جاتی ہیں۔ اس مقام پر ہمارے پاس وہ فروختیں (اشیاء کے مالکان کے ہاتھ سے) حاصل ہوتی ہیں جو کہ خریداریوں (سونے یا چاندی کے مالکان کے ہاتھ سے) کے بغیر ہوتی ہیں۔[41] اور بعد ازاں، دوسرے پیداکاروں کے ذریعے ہونے والی فروختیں جن کا خریدار نہیں ہوتا، صرف نئی پیدا کی جانے والی قیمتی دھاتوں کو اشیاء کے مالکان کے مابین بانٹنے کا سبب ہی بنتی ہیں۔ اس طریقے سے مبادلے کے تمام کے تمام عمل کے ساتھ ساتھ سونے اور چاندی کی مختلف مالیتوں کی ذخیرہ اندوزی وقوع پذیر ہوتی ہے۔ مخصوص اشیاء کی شکل میں اقدارِ مبادلہ کی ذخیرہ اندوزی اور سونے [کو حاصل کرنے] کے لالچ کا سبب بھی بنتی ہے۔ گردش کے دائرے میں پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ روپے کی قوت میں بھی اضافہ ہوتا ہے، دولت وہ کامل ترین سماجی شکل جو استعمال کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔ ''سونا ایک حیران کن چیز ہے! یہ جس کی ملکیت میں ہوتا ہے، وہی مختارِ کل ہوتا ہے۔ سونے کے ذریعے کوئی بھی روحوں کو جنت میں بھجوا سکتا ہے۔'' (جمیکا سے کولمبس کے خط سے 1503)، چونکہ سونا یہ راز فاش نہیں کرتا کہ کس چیز کے عوض ہے، ہر چیز خواہ وہ شے ہے یا نہیں، سونے میں بدلی جا سکتی ہے۔ ہر چیز قابلِ فروخت اور قابلِ خرید بن جاتی ہے۔ گردش ایسا قرع انبیق (ریٹارٹ) بن جاتا ہے کہ جس میں ہر چیز دھکیلی جا سکتی ہے، وہ اس لئے کہ یہ سونے کی شفافیت میں باہر آ جائے۔ نہ صرف سنتوں کی ہڈیاں بلکہ زمینی معاملات سے ماورا معاملات بھی اس سونا گری کے مقابل ٹھہر سکتے ہیں۔[42] جس طرح سے اشیاء کے مابین ہر خواصی فرق روپے میں آ کر ختم ہو جاتا ہے، چنانچہ برابری پیدا کرنے والے حقیقی عنصر کی حیثیت سے، روپیہ تمام امتیازات کو نگل لیتا ہے۔[43] لیکن روپیہ خود ایک شے ہی ہوتا ہے، نتیجتاً ایک خارجی عنصر، چنانچہ کسی بھی فرد کی ذاتی ملکیت میں آ سکتا ہے۔ اسی طرح سماجی قوت ایک نجی فرد کی قوت بن جاتی ہے۔ اسی وجہ سے قدماء روپے کو معاشی اور اخلاقی ڈھانچے کا مخرب گردانتے ہوئے رد کرتے تھے۔[44] جدید معاشرہ جس نے اپنے وجود کے فوراً بعد پلوٹس کو اس کے سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین[45] کی کوکھ سے کھینچ نکالا، سونے کو، اس مقدس پیالے (گریل) کے بطور پوجتے ہیں جو [سونا] خود اپنی ہی زندگی کی چمکدار جسمانیت ہے۔

ایک شے اپنی قدرِ صرف کی اہلیت کے تحت، ایک خاص حاجت کی تسکین کرتی ہے، اور مادی دولت کا ایک اہم عنصر ہوتی ہے۔ لیکن شے کی قدر مادی دولت کے دوسرے تمام عناصر کے لئے اس کی کشش کے معیار کی پیمائش کرتی ہے، اور اس طرح سے اپنے حامل کی سماجی دولت کی پیمائش کرتی ہے۔ اشیاء کے بربری مالکان کے لئے حتیٰ کہ مغربی یورپ کے غلام کے لئے بھی قدر اور قدری ہنر ایک ہی چیز ہے، چنانچہ اس کے نزدیک سونے اور چاندی کی ذخیرہ اندوزی میں اضافہ درحقیقت قدر میں اضافہ ہے۔ یہ سچ ہے کہ روپے کی قدر تغیر پذیر ہے، کسی وقت تو یہ

خود اپنی قدر میں تبدیلی کے سبب بدلتی ہے، اور کبھیا شیاء کی اقدار میں تبدیلی کے نتیجےمیں۔ لیکن یہ عمل، ایک طرف، 200 اونس سونے کو 100 اونس سونے سے زیادہ قدر کا اظہار جاری رکھنے سے نہیں روکتا، اور دوسری طرف، نہ یہ اس چیز کی حقیقی دھاتی بنتر کو دوسری تمام اشیاء کا یونیورسل مساوی القدر بننے سے، اور نہ یہ تمام انسانی محن کی فوری سماجی جسمانیت بننے سے روک سکتا ہے۔ جمع وست کی خواہش کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ یہ کبھی بھی سیراب نہیں ہوتی۔ اپنے خواصی عوامل کی رو سے، یا جیسا روایتی طور پر کہا جاتا ہے، روپیہ کی اثر پذیری پر کوئی قدغن نہیں، مطلب یہ کہ یہ مادی دولت کا آفاقی نمائندہ ہے۔ لیکن ساتھ ہی روپے کی ہر رقم اپنی مقدار میں محدود ہوتی ہے، اس لئے خریداری کے معاملے میں اس کی اثر پذیری بھیمحدود ہوتی ہے۔ روپے کے مقداری محدود پن اور اس کی خواصی وسعت کے مابین یہ تضاد وہ مہمیز ہے جو جمع وست کرنے والے کو سسی فس کی طرح جہد مسلسل کا عذاب جھیلنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

روپے کو سونے کے بطور استعمال کرنے کے لئے اور جمع وست کا مواد مہیا کرنے کے لئے، گردش سے ہٹانا پڑے گا، یا پھر اسے لطف وسرور کے وسائل میں بدلنے سے روکنا ہوگا۔ چنانچہ ذخیرہ اندوز اپنے صنمِ زر کے حضور اپنی جسمانی خواہشات کی بھینٹ چڑھاتا ہے۔ وہ کنجوسی اور بخل کو مذہب کا درجہ دے دیتا ہے۔ دوسری طرف وہ گردش سے بجز اس چیز کے اور کچھ حاصل نہیں کر سکتا، جو اس نے اشیاء کی شکل میں اس کی نذر کیا ہو۔ جتنی زیادہ مقدار میں وہ پیداوار دیتا ہے، اتنا ہی زیادہ وہ بیچنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ سخت محنت، بچت اور طمع، تین بنیادی وصف بن جاتے ہیں۔ اور زیادہ بیچنا اور کم خریدنا، اس کی سیاسی معیشت کا نچوڑ ہے۔ 46

جمع وست کی بھدی شکل کے ساتھ ساتھ ہمیں اس کا ایک جمالیاتی روپ بھی ملتا ہے جو سونے اور چاندی کی اشیا کی ملکیت ہے۔ یہ معاشرتی سماج کی دولت کے ساتھ ساتھ نشوونما پاتا ہے۔ بقول دیدرو ''آؤ ہم امیر بنیں، یا کم از کم امیر نظر ضرور آئیں۔ اس طریقے سے ایک طرف تو سونے اور چاندی کی روز افزوں پھیلتی ہوئی منڈی پیدا ہوتی ہےجس کا سونے اور چاندی کے روپے کے منصب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ دوسری طرف رسد کا ایک پوشیدہ ذریعہ جو بحران اور سماجی گڑبڑ کے دوران مدد با ہم پہنچاتا ہے۔

جمع وست دھاتی گردش کی معیشت میں کئی مقاصد کے لئے کام آتی ہے۔ اس کا پہلا کردار ان حالات کے تابع ہے جن میں سونے اور چاندی کے سکّوں کی کرنسی ظہور پذیر ہوتی ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اشیاء کی قیمتوں، اور ان کی گردش کی تیزی اور حد میں رونما ہونے والے مسلسل اتار چڑھاؤ کے ساتھ کس طرح [گردش میں] رواں روپے کی مقدار مسلسل کم اور زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ اس [روپے کے] حجم میں بہر حال پھیلنے اور سکڑنے کی گنجائش ہونی چاہئے۔ ایک وقت میں روپے کو گردشی سکّے کے بطور استعمال کے لئے کشش کیا جانا چاہئے، اور دوسرے وقت

میں گردشی سکہ ایک بار پھر کم یا زیادہ جامد روپے کے بطور دفع کیا جانا چاہیئے۔ اس مقصد کے لئے کہ گردش میں واقعتاً موجود روپے کا حجم گردش کی جاذب قوت کو مسلسل سیراب کرتا رہے، یہ ضروری کہ ایک ملک میں سونے اور چاندی کی مقدار اس مقدار سے بڑی ہونی چاہیئے جتنی کہ سکّے کے منصب کے لئے ضروری ہے۔ یہ کمی اس روپے کے ذریعے پوری ہوتی ہے جو کہ جمع وست کی شکل میں اکٹھا ہوتا رہتا ہے۔ 47

b. ادائیگی کے ذرائع

اب تک کی بحث میں اشیاء کی سادہ گردش میں ایک طرف مخصوص قدر ہمیشہ دوہرے روپ میں آتی ہے، یعنی ایک قطب پر بحثیت شے کے اور دوسری طرف متضاد قطب پر، بحثیت روپے کے۔ اشیاء کے مالکان ایک دوسرے کے آمنے سامنے ان چیزوں کے نمائندوں کے بطور آتے ہیں جو ماقبل ہی مساوی القوت تھیں۔ لیکن گردش کی ترقی کے ساتھ ایسی صورتِ حال پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کے تحت اشیاء کا بُعد [ان سے] ایک زمانی وقفے کے ذریعے، ان کی قیمتوں کے حصول سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ ان حالات کی سادہ ترین مثل ہی کافی ہوگی۔ ایک نوع کی چیزوں کی پیداوار کے لئے لمبے عرصے کی ضرورت ہوتی ہے جب کہ دوسری نوع کی چیزوں کے لئے کم عرصہ درکار ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ مختلف اشیاء کی پیداوار سال کے مختلف موسموں پر منحصر ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شے خود منڈی میں ہی پیدا ہوتی ہو، اور ایک دوسری قسم کی شے کو یہاں تک پہنچنے کے لئے طویل سفر طے کرنا پڑے۔ چنانچہ شے کا پہلا مالک بیچنے کے لئے تیار ہوگا اس سے قبل کہ دوسرا مالک خریدنے کے لئے تیار ہو۔ جب ایک طرح کے تبادلے انہیں دو افراد کے مابین بار بار دوہرائے جائیں گے تو فروخت کے حالات پیداواری حالات کی مناسبت ہی سے ترتیب دئے جائیں گے۔ دوسری طرف، ایک شے کا استعمال، مثال کے طور پر ایک مکان ایک خاص مدت کے لئے فروخت کر دیا جاتا ہے (جسے عرفِ عام میں کرائے پر کہا جاتا ہے)۔ اس صورت میں طے شدہ عرصے کے اختتام پر ہی درحقیقت خریدنے والے کو اس شے کی قدرِ صرف موصول ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ اس کا معاوضہ دینے سے قبل ہی اسے خرید لیتا ہے۔ مکان فروخت کرنے والا موجود شے کو فروخت کرتا ہے اور خریدار فقط روپے کا، بلکہ مستقبل کے روپے کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے خرید کر لیتا ہے۔ فروخت کنندہ بہی دار craditor بن جاتا ہے، اور خریدنے والا بہی خواہ۔ چونکہ اشیاء کی صوری تبدیلی، یا ان کی قدری شکل کی ترقی، یہاں ایک نئے انداز میں رونما ہو رہی ہے، اس لئے روپے کو بھی ایک نیا کام سرانجام دینا ہے؛ یہ یہاں ادائیگی کا ذریعہ بن رہا ہے۔

یہاں پر بہی دار یا بہی خواہ کا کردار سادہ گردش کے نتیجے میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اس گردش کی حالت میں آنے والی تبدیلی خریدار اور فروخت کنندہ کو بھی اس نئے رنگ میں رنگ دیتی ہے۔ پہلے تو یہ نئے کردار اتنے ہی متبدل اور

متواتر ہیں جتنے کہ فروخت کنندہ اور خریدار کے اور ان کرداروں کو ایک ہی شخص ادا کرتا ہے۔لیکن مخالفت ہمیشہ ہی اتنی ہی خوشگوار نہیں ہوتی اور واضح شکل اختیار کرنے کے لئے نہائت موزوں ہے۔48 یہی کردار اشیاء کی گردش سے آزادرہ کر بھی اختیار کیے جاسکتے ہیں۔قدیم دنیا کی طبقاتی جدوجہد نے بہی داراور بہی خواہ کے مابین مخاصمت کی صورت اختیار کر لی جو روم میں پلے بین قرض خواہوں کی تباہی پر ختم ہوئی۔ان کی جگہ غلاموں نے لے لی۔قرونِ وسطیٰ میں یہ معاملہ جاگیردارانہ بہی داروں کی تباہی پر ختم ہوا جن کی سیاسی قوت ان معاشی بنیادوں کے ساتھ ہی رخصت ہوگئی جن پر یہ استوار ہوئی تھی۔اس کے باوجود بہی خواہ اور بہی دار کے مابین روپے کا تعلق، جو ان دوادوار میں موجود تھا صرف اس گہری مخاصمت کو ظاہر کرتا ہے جو زیرِ بحث طبقات کے عمومی معاشی وجود میں موجود تھا۔

اب ہم دوبارہ اشیاء پر بات کرتے ہیں۔دو مساوی القوت عناصر، شے اور روپے، کا عملِ فروخت کے قطبین میں اظہار اب بیک وقت نہیں رہ گیا۔اب روپے کا منصب فروخت شدہ شے کی قیمت کے تعین میں قدر کے پیمانے کا ہے۔معاہدے کے تحت مقرر کی گئی قیمت قرض خواہ کی ذمہ داری کا پتا دیتی ہے، یا وہ رقم جو اس نے ایک مقررہ پر ادا کرنی ہوتی ہے۔اور ثانیاً یہ خرید کے فرضی ذریعے کا کام دیتی ہے۔خرید کنندہ کے ادائیگی کے وعدے پر ہی استوار ہوتے ہوئے، یہ اشیاء کے ایک سے دوسرے ہاتھ میں جانے کا سبب بنتا ہے۔ادائیگی کے مقررہ دن سے پہلے ادائیگی کا ذریعہ حقیقی طور پر گردش میں داخل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی خرید کنندہ کے ہاتھ سے فروخت کنندہ کے پاس جاتا ہے۔گردشی ذریعہ جمع وست میں تبدیل کر دیا گیا، کیونکہ یہ عمل [صوری تبدیلی] کے پہلے مرحلے میں ہی رک گیا، یعنی شے کی تبدیل شدہ شکل، جو کہ روپیہ ہے گردش سے نکال لیا گیا۔ادائیگی کا ذریعہ گردش میں شامل ضرور ہوتا ہے مگر اس وقت جب شے گردش سے نکل چکی ہوتی ہے۔روپیہ اب وہ ذریعہ نہیں رہا جو اس عمل کو پروان چڑھاتا ہے۔یہ محض اس کو اختتام تک پہنچاتا ہے، اور ایسا یہ قدرِ مبادلہ کی مطلق شکل کے طور پر کرتا ہے، یا پھر یونیورسل شے کے طور پر۔فروخت کنندہ اپنی شے کو روپے میں بدل دیتا ہے، تاکہ یہ کسی کی حاجت کو تسکین کر سکے؛ جمع وست کرنے والا یہ کام اپنی شے کو شکلِ روپیہ ہی میں رکھنے کی خاطر کرتا ہے اور بہی خواہ ادائیگی کے مقصد کے لئے؛ اگر وہ معاوضہ ادا نہ کرے تو شیرف اس کا سامان بیچ دے۔اشیا کی قدری شکل، یعنی روپیہ، اب ایک فروخت کا انجام اور مقصد ہی رہ جاتا ہے، اور یہ کسی سماجی مجبوری کی وجہ سے خود گردش کے عمل ہی سے نمودار ہوتا ہے۔

خریدار اشیاء کو روپوں میں بدلنے سے قبل روپے کو واپس اشیاء میں بدل دیتا ہے؛ دوسرے لفظوں میں وہ اشیاء کی پہلی صوری تبدیلی سے قبل ہی دوسری صوری تبدیلی حاصل کر لیتا ہے۔فروخت کنندہ کی شے گردش میں آجاتی ہے اور اپنی قدر کا حصول پاتی ہے، مگر محض روپے پر قانونی دعوے کی صورت میں۔یہ روپے میں بدلنے سے

قبل ہی قدرِ صرف میں بدل جاتا ہے۔ اس کی پہلی صوری تبدیلی بعدازاں ہی مکمل ہوتی ہے۔ 49

مقررہ عرصے کے اندر اندر واجب الادا ذمہ داریاں ان اشیاء کی قیمتوں کی کل رقم کو بیان کرتی ہیں جن کی فروخت نے ان ذمہ داریوں کو جنم دیا۔ اس رقم کا تخمینہ لگانے والی سونے کی ضروری مقدار، پہلی مثال میں ادائیگی کے بہاؤ کی تیزی پر منحصر ہوتی ہے۔ اس مقدار کے لئے دو شرائط کا ہونا لازم ہے۔ اولاً بہی دار اور بہی خواہ کے مابین تعلقات ایک ایسی زنجیر کی تشکیل دیں جس کے تحت A جب اپنے بہی خواہ B سے روپیہ وصول کرے تو اس کو سیدھا اپنے بہی دار C کے حوالے کردے، علیٰ ہٰذالقیاس۔ دوسری شرط مختلف مقررہ دنوں کے درمیانی وقفوں پر منحصر ہے۔ ادائیگیوں کا تسلسل یا ملتوی کی گئی پہلی صوری تبدیلی، صوری تبدیلیوں کے باہم مربوط سلسلوں سے بنیادی طور پر مختلف ہے جو ہم پچھلے صفحے پر زیرِ بحث لائے تھے۔ ذریعۂ گردش کا بہاؤ خریداروں اور فروخت کنندگان کے مابین محض روابط کو بیان نہیں کرتا۔ یہ رابطہ گردش ہی سے پھوٹتا ہے اور صرف اسی میں وجود رکھتا ہے۔ اس کے برعکس، ادائیگی کے ذرائع کی حرکت اس سماجی تعلق کو ظاہر کرتی ہے جو کہ کافی عرصہ قبل موجود تھا۔

یہ حقیقت کہ کافی تعداد میں فروختیں بیک وقت رونما ہوتی ہیں ساتھ ہی اس ممکنہ حد کو بھی گھٹاتا رہتا ہے جس کے تحت سکے کو کرنسی کی تیز رفتاری مبادل کر سکتی ہے۔ دوسری طرف یہ حقیقت ادائیگی کے ذرائع کی کفایت کا ایک آلہ ہے۔ جن تناسب کے تحت ادائیگیاں ایک نقطے پر مرتکز ہوں گی، انہیں تحلیل کرنے کے لئے خصوصی اداروں اور طریقوں کی ترویج درکار ہوگی۔ یہی صورتِ حال قرونِ وسطیٰ میں Lyons کے مقام پر گھروں کے واجبات ادا کرنے میں تھی۔ A پر B سے B پر C سے اور C پر A سے ...وغیرہ۔ واجب الادا قرض صرف اس وجہ سے ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہیں کہ کسی حد تک ایک دوسرے کا حساب بے باک کیا جا سکے، بالکل مثبت اور منفی مقداروں کی مانند۔ چنانچہ یہاں پر صرف ایک ہی واجب الادا رقم رہ جاتی ہے۔ جتنی جمع شدہ رقم زیادہ ہوگی تو اس رقم کی مناسبت سے بیلنس کم ہوگا، اور ادائیگی کے ذرائع کا گردش میں کل حجم بھی کم ہوگا۔

روپے کا ذریعۂ گردش کے بطور کام ایسا تضاد ہے جس میں کوئی درمیانی رکاوٹ نہیں۔ جہاں تک ادائیگیاں ایک دوسرے کو توازن میں لاتی ہیں اس صورت میں روپیہ صرف فرضی طور پر دستاویزی رقم ہی کا کام کرتا ہے، یعنی قدر کے پیمانے کے بطور۔ حقیقی رقوم کی ادائیگیوں کی صورت میں روپیہ ذریعۂ گردش کا کام کرانجام نہیں دیتا، یعنی مصنوعات کے باہمی ادل بدل میں متبدل کا، بلکہ سماجی محن کی انفرادی تجسیم کا، قدرِ صرف کی آزاد شکل کے وجود کا، ایک یونیورسل شے کا۔ یہ تضاد صنعتی اور تجارتی بحران کے ان مقامات پر پیدا ہوتا ہے جو روپے کے بحران کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ 50 ایسا بحران اُس مقام پر پیدا ہوتا ہے جہاں ادائیگیوں کا روز افزوں بڑھتا ہوا سلسلہ، اور ان کو نمٹانے کا مصنوعی نظام مکمل طور پر ترقی پا چکا ہو۔ جب کبھی بھی اس نظام میں عمومی طور پر اور شدت سے گڑبڑ

ہو، چاہے اس کی وجہ جو بھی ہو، تو روپیہ اچانک اور فوری طور پر فرضی شکلِ روپیہ سے اصلی نقدی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ''غیر مقدس'' اشیاء اب مزید اس کی جگہ پُر نہیں کر سکتیں۔ اشیاء کی قدرِ صرف اپنی قدر کھو دیتی ہے، اور ان کی قدر اس کی آزاد ہئیت کی موجودگی میں غائب ہو جاتی ہے۔ بحران کے موقع پر بورژوازی اپنی اس خود مختاری کے بل بوتے پر جو ان کی خوش کن خوشحالی سے پھوٹتی ہے، روپے کو بے کار خیال آرائی قرار دیتی ہے۔ صرف اشیاء ہی روپیہ ہیں۔ لیکن اب ہر جگہ یہی شور ہے کہ صرف روپیہ ہی شے ہے! جس طرح پیاسے ہرن کا دل تازہ پانی کے لئے دھڑکتا ہے، اسی طرح اس کی روح روپے کے لئے بے قرار ہوتی ہے جو کہ اس کے لئے واحد دولت ہے۔[51] ایک بحران میں اشیاء اور ان کی قدری شکل یعنی روپے کے مابین تضاد زیادہ شدید ہو کر مطلق تضاد کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ لہٰذا اس قسم کے واقعات میں جس ہئیت میں روپیہ اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے اس کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ روپے کا قحط جاری رہتا ہے چاہے ادائیگیاں سونے میں کرنا پڑیں یا کریڈٹ روپے میں یا فرضی روپوں میں جیسے بینک نوٹ۔[52]

اگر ہم ایک خاص وقت کے دوران زیرِ گردش روپے کی کل رقم پر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ دیے گئے ذریعۂ گردش کے بہاؤ کی تیزی اور ادائیگی کے ذرائع کی تیزی میں، یہ [زیرِ گردش روپے کی کل رقم] برابر ہے، حصول ہونے والی قیمتوں کی کل رقم، جمع قابلِ ادا کل رقم، تفریق وہ ادائیگیاں جو ایک دوسرے کو توازن میں لاتی ہیں، اور تفریق سرکٹ کی تعداد جس میں ایک ہی سکہ باری باری گردش کے اور ادائیگی کے ذرائع کے بطور کام آتا ہے۔ پس اس وقت بھی کہ جب قیمتیں، بہاؤ کی تیزی اور ادائیگیوں کے سلسلے میں کفایت کی حد، دی گئی ہوں، ایک خاص عرصے جیسے ایک دن کے دوران، گردش میں موجود روپے کی مقدار اور گردش میں آنے والی اشیاء کی کل تعداد ہم آہنگ نہیں ہوتیں۔ روپیہ جو ان اشیاء کو بیان کرتا ہے جنہیں ایک عرصے سے گردش سے الگ کر لیا گیا ہو، گردش میں جاری رہتا ہے۔ اشیاء گردش میں رہتی ہیں جن کا روپے کی صورت میں مساوی القوت مستقبل کے کسی وقت سے قبل ظاہر نہیں ہو گا۔ مزید برآں قرضہ جات جن کا روزانہ معاہدہ کیا جاتا ہے، اور جو ادائیگیاں اس دن واجب ہوتی ہیں، یکسر غیر ہم انداز مقداریں ہوتی ہیں۔[53]

کریڈٹ کا روپیہ خود روپے کے ادائیگی کے ذریعے کے منصب ہی سے براہِ راست پھوٹتا ہے۔ خریدی گئی اشیاء سے متعلق قرض کی رسیدیں ان قرضوں کو دوسروں تک منتقل کرنے کے لئے گردش میں آ جاتے ہیں۔ دوسری طرف جس حد تک کریڈٹ کا نظام پھیلا دیا جائے ادائیگی کے ذریعے کے بطور روپے کا منصب بھی اسی حد تک پھیل جائے گا۔ اس خاصے کے تحت یہ اپنے لئے مخصوص کردہ ان اشکال کو اختیار کر لیتا ہے۔ جن کے تحت یہ خود اپنے آپ کو عظیم تاجرانہ لین دین کے دائرہ کار کے لئے آسانی سے تیار کر لیتا ہے۔ دوسری طرف سونے اور چاندی کے سکّے

عموماً چھوٹے پیمانے کی تجارت کے استعمال کے لئے ہی رہ جاتے ہیں۔ [54]

جب اشیاء کی پیداوار ایک کافی حد تک بڑھ جاتی ہے، تو روپیہ ان اشیاء کی گردش کے دائرے سے درکنار ہی ادائیگی کے ذریعے کا منصب ادا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہ ایک ایسی شے بن جاتا ہے جو تمام معاہدوں کا آفاقی اور مرکزی نقطہ ہوتا ہے۔ [55] لگان، محصولات اور اسی طرح کی دوسری تمام ادائیگیاں جنس کی ادائیگی کے بجائے روپے کی ادائیگی میں بدل جاتی ہے۔ یہ تبدیلی پیداوار کی عمومی صورتِ احوال پر کس حد تک منحصر ہوتی ہے، اس مثال کی حقیقت سے واضح ہو جاتی ہے کہ سلطنتِ رومہ دو مرتبہ روپے کی صورت میں محصولات لاگو کرنے میں ناکام رہی۔ لیوس 14 Louis کے دورِ حکومت میں فرانس کی زرعی آبادی کی ناقابلِ بیان تکالیف، یہ ایک ایسی مصیبت تھی جس کی Boisguillebest، مارشل وابین اور دیگر نے بڑی دیدہ دلیری سے مذمت کی۔ اور اس کی وجہ صرف محصولات ہی نہ تھے، بلکہ ان محصولات کی جنس کی شکل سے روپے کی شکل میں بدلنا بھی تھا۔ [56] دوسری طرف ایشیا میں یہ حقیقت، کہ حکومتی محصولات بنیادی طرف پر لگان کی صورت میں تشکیل دئے گئے جو جنس کی شکل میں قابلِ ادا تھے، پیداوار کے حالات پر منحصر تھی کہ جو کہ قدرتی عوامل کے تحت مسلسل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور ادائیگی کا یہ انداز ردِعمل میں پیداوار کی قدیمی شکل ہی کو جاری رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی سلطنت عثمانیہ کے بقا کی وجوہات میں سے ایک ہے۔ اگر غیر ملکی تجارت، جو یورپیوں نے جاپانیوں پر مسلط کی، جنس کے محصولات کو روپے کے محصولات سے بدلنے پر لے کر جائے تو یہ صرف اس ملک کی مثالی زراعت کی قیمت پر ہی ممکن ہے۔ وہ تنگ معاشی حالات جن کے تحت زراعت پروان چڑھتی ہے، ختم ہو کر رہ جائیں گے۔ [57]

ہر ملک میں سال کے چند مخصوص دن رواج کے تحت بڑی بڑی اور موجودہ ادائیگیوں کے لئے مخصوص ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ تاریخیں پیداوارانہ نظام کے دوسرے انقلابات سے علاوہ ان حالات پر منحصر ہیں جن کا موسموں کے ساتھ قریبی تعلق بنتا ہے۔ وہ ادائیگی ان تاریخوں کو بھی منظم کرتے ہیں، جن کا اشیاء کی پیداوار کے ساتھ براہِ راست کوئی تعلق نہیں، جیسے محصولات، لگان وغیرہ۔ روپے کی اتنی مقدار جو پورے ملک میں ان مخصوص تاریخوں پر ادائیگیاں کرنے کے لئے درکار ہوتی ہے، ذریعہ ادائیگی کی معیشت میں وقتی طور پر، اگرچہ سطحی نوعیت کی، اتھل پتھل کا باعث بنتی ہیں۔

ادائیگی کے ذرائع کے بہاؤ کی تیزی کے قوانین سے یہ پتا چلتا ہے کہ ادائیگی کے ذرائع کی وہ مقدار جو مختلف اوقات میں تمام ادائیگیوں کے لئے درکار ہے، ان کا وسیلہ خواہ کوئی بھی ہو، تناسب میں ان وقفوں کی طوالت سے الٹ [58] تناسب میں ہوتی ہے۔ [59]

روپے کی ادائیگی کے ذریعے میں ارتقا اس بات کو ضروری بناتی ہے کہ روپے کو ان تاریخوں کے لئے اکٹھا

کیا جائے جو کہ متعینہ رقم کی ادائیگی کے لئے مقرر کیے گیے ہیں۔ جب کہ جمع وست جو کہ دولت حاصل کرنے کا مخصوص انداز ہونے کے ناتے، شہری معاشرے کے ارتقا کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتا ہے، اس ارتقا کے نتیجے میں ادائیگی کے ذرائع کو ذخیرہ کرنے کا عمل بڑھتا رہتا ہے۔

c. عالمی روپیہ

جب روپیہ گردش کے ملکی کُرے سے باہر آتا ہے تو یہ قیمتوں، سکّوں، ٹوکنوں، اور قدر کی علامتوں کے تمام مقامی لبادوں سے باہر آتے ہوئے اپنی بنیادی شکل سونے میں آ جاتا ہے۔ عالمی منڈیوں کے مابین جاری تجارت میں اشیاء کی قیمت اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ اسے عالمی طور پر تسلیم کرلیا جائے۔ پس ان کی آزاد قدری صورت بھی، اس سلسلے میں، انہیں عالمی روپے کی صورت میں پیش کرتی ہے۔ یہ صرف دنیا کی منڈیوں ہی میں ممکن ہوتا ہے کہ روپیہ کلی طور پر اس شے کے خاصے کو بھی اختیار کر لے جس کی جسمانی شکل بیک وقت مجرد محنِ انسانی کی جسمانیت بھی ہے۔ اس کُرے میں اس کے وجود کا اصلی انداز واضح طور پر اس کے خیالیںظر یے سے مناسبت رکھتا ہے۔

ملکی گردش کے کُرے کے اندر صرف ایک ہی شے ہے جو قدر کے پیمانے کا کام دیتے ہوئے روپیہ بن سکتی ہے۔ عالمی منڈی میں قدر کا دوہرا پیمانہ ارتعاش میں رہتا ہے۔ عالمی منڈی میں قدر کا دہرا پیمانہ، یعنی سونا اور چاندی مروج ہوتا ہے۔[60]

عالمی روپیہ ادائیگی کے عالمی ذریعے، خرید کے عالمی ذرائع کے بطور اور تمام دولت کی عالمی سطح پر تصدیق کردہ تجسیم کے بطور کا کام دیتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا منصب وہ ہے جس کے تحت یہ بین الاقوامی رقوم کو متعین کرتے ہوئے ادائیگی کے ذرائع کا کام سرانجام دیتا ہے۔ اس طرح سے تجارت والے یہی راگ الاپتے ہیں: تجارت کا توازن۔[61] سونا اور چاندی خریداری کے بین الاقوامی ذرائع کا کام دیتے ہیں بالخصوص ان اوقات میں کہ جب مختلف اقوام کے مابین مصنوعات کے تبادلے کے سلسلے میں روایتی طور پر پایا جانے والا توازن بگڑ جاتا ہے۔ آخری بات یہ کہ یہ اس وقت عالمی سطح پر تصدیق شدہ سماجی دولت کی تجسیم کا کام دیتا ہے، جب بھی سوال خرید اور فروخت کا نہ ہو بلکہ دولت کی ایک ملک کی دوسرے ملک منتقلی کا ہو، اور جب اشیاء کی شکل میں روپے کی یہ منتقلی ممکن نہ رہے، اب چاہے اس کی وجہ منڈی کی نازک صورتِ حال ہو یا خود اس کی اپنی ہی پیدا کردہ ہو۔[62]

جس طرح ہر ملک کو داخلی گردش کے لئے کچھ اضافی روپے درکار ہوتے ہیں، چنانچہ اسی طرح کے ایک قسم کے روپے کی عالمی منڈی میں گردش کے لئے بھی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ جمع وست کا کام جزوی طور پر روپے کے ملکی گردش اور ملکی ادائیگی کے ذریعے کے فعل سے بھی پیدا ہوتا ہے، اور جزوی طور اس عالمی روپے کے منصب

سے بھی۔[63]اس آخرالذکر منصب کے لئے حقیقی روپیہ ُشئے‘یعنی بطور اصل سونا اور چاندی، درکار ہوتا ہے۔اس ضمن میں سر جیمز سٹیورٹ سونے اور چاندی کو ان مقامی بنیادوں سے علیحدہ کرنے کی غرض سے ’’دنیا کا روپیہ‘‘ قرار دیتے ہیں۔

سونے اور چاندی کا بہاؤ دوہری حقیقت کا حامل ہے۔ایک طرف یہ اپنے ذرائع کو، تاکہ مخصوص حد تک گردش کے مختلف ملکی مدارج میں، موجود خلاؤں کو پر کر سکے، اور تاکہ استعمال شدہ سونے اور چاندی کے سکّوں کی جگہ لے سکے، تاکہ سامانِ آسائش کے لئے مواد فراہم کرے، اور تاکہ ذخیروں کی صورت میں اکٹھا ہو سکے۔[64]یہ پہلا بہاؤ ان ممالک میں شروع ہوتا ہے جو اشیاء میں محسوس کردہ اپنے محن کا سونا اور چاندی پیدا کرنے والے ممالک کے محن کی مجسم قیمتی دھاتوں سے مبادلہ کرتے ہیں۔دوسری طرف ملک کے مختلف گردشی کروں کے مابین سونے اور چاندی کا مسلسل آگے پیچھے بہاؤ عمل میں آتا رہتا ہے۔ایک ایسا بہاؤ کہ جس کی حرکت مبادلے کے عمل کے غیر محسوس اتار چڑھاؤ پر منحصر ہوتی ہے۔[65]

جن ممالک میں بورژوا اندازِ پیداوار ایک خاص حد تک ترقی پا جاتی ہے، جمع وست کو بنکوں کے آہنی خانوں میں مرتکز رقموں کو اس کم از کم حد میں رکھتے ہیں جو ان کے مخصوص مناصب کی ادائیگی کے لئے ضروری ہیں۔[66] جب کبھی جمع وست اپنی اوسط سطح سے بہت زیادہ تجاوز کر جاتی ہے تو یہ کچھ مستثنیات کے سوائے، اشیاء کی گردش میں سکوت کی علامت ہے، یعنی ان کی صوری تبدیلی کے ٹھیک ٹھیک بہاؤ میں خلل اندازی۔[67]

حوالہ جات وحواشی بابِ سوم

[1]۔ یہ سوال کہ روپیہ عرصۂ محن کو براہِ راست طور پر بیان کیوں نہیں کرتا، مثال کے طور پر کاغذ کا ایک ٹکڑا [نوٹ]x گھنٹے کے محن کو بیان کرے، بنیادی طور پر وہی سوال ہے کہ اگر اشیاء کی پیداوار دی گئی ہو، مصنوعات کو ہر قیمت پر اشیاء کی شکل کیوں حاصل کرنا ہوتی ہے؟ یہ بات ان کے اشیاء کے روپ میں آتے ہوئے ان کی روپے کی اور شے کی تخصیص سے واضح ہو جاتی ہے۔یا انفرادی محن، یعنی ایسا محن جو نجی افراد کی ملکیت تصور کیا جاتا ہے، اپنے متضاد یعنی سماجی محن کے طور پر کیوں نہیں تصور کیا جاتا؟ میں نے کئی مقامات پر ’’محن کے روپے‘‘ جس کی بنیاد اشیاء کی پیداوار پر استوار ہو، کے تصوراتی نظریے کا مفصل جائزہ پیش کیا ہے۔(l.c.,p.61,seq.)۔اب اس موقع پر میں مزید صرف یہ کہوں گا کہ، مثال کے طور پر اوون کا ’’محن کا روپیہ‘‘ تھیٹر کے ٹکٹ سے چنداں زیادہ اہمیت کا

حامل نہیں۔ اوون پہلے ہی یہ فرض کر لیتا ہے کہ براہِ راست طور پر وابستہ محن دراصل پیداوار کی ایک ایسی قسم ہے کہ جو اشیاء کی پیدوار سے قطعاً ہم آہنگ نہیں۔ محن کا سرٹیفکیٹ محض ایک فرد کے مشترکہ محن میں حصے لینے کا، اور مشترکہ پیداوار میں اس کے مخصوص جزو کا ثبوت ٹھہرتا ہے جس کو صرف استعمال کے لئے ہی پیدا کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ بات کبھی اوون کی عقل کو نہ سوجھی کہ اشیاء کی پیداوار کو تصور کر لے، اور ساتھ ساتھ، روپے کا مداری پن کرتے ہوئے اس پیداوار کے لئے درکار لازمی حالات سے بھی چشم پوشی کرے۔

2۔ وحشی اور نیم تہذیب یافتہ نسلیں زبان کو مختلف انداز میں استعمال کرتے ہیں۔ کیپٹن پے ری، بافن کی بندرگاہ کے مغربی ساحلوں کے باسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے: ''اس سلسلے میں (وہ یہاں پر ادلے بدلے کی طرف اشارہ کرتا ہے) وہ اس چیز کو (جو چیز بھی ان کو پیش کی جاتی) دو بار اپنی زبان کے ساتھ چھو کر دیکھتے، پھر اس کے بعد ان کا خیال یہ ہوتا کہ ان کا معاملہ خوش اسلوبی سے طے پا گیا ہے''۔ اس طریقے سے مغربی Esquimaux مبادلے میں حاصل ہونے والی چیزوں کو زبان سے چاٹتے۔ اگر شمال کے لوگ زبان کو حصول کے ذریعے طور پر استعمال کرتے ہیں تو اس میں کوئی حیرانی کی بات نہیں کہ جنوبی علاقوں میں پیٹ کو جائیداد کا ذخیرہ خانہ تصور کیا جاتا ہے۔ اور یہ کہ ایک کافر کسی شخص کی دولت کا اندازہ اس کے پیٹ کے حجم سے لگاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ کافر یہ جانتا تھا کہ وہ جو بھی ہیں اس کو ذیل میں بیان کیا جا سکتا ہے: اسی وقت 1864 کی برٹش ویلتھ رپورٹ کے دفتری اعداد و شمار، وہاں کے کام کرنے والے طبقے کے ایک بڑے حصے میں چربی پیدا کرنے والی خوراک کی کمی کو بیان کرتے ہیں۔ وہاں کے ایک اہم ڈاکٹر ہاروے (جو خون کی گردش کے باقاعدہ دریافت کنندہ تو نہیں) نے بورژوازی اور امیر طبقے کی بڑھتی ہوئی چربی کو کم کرنے کے لئے نمونے کے کھانے تیار کر کے ایک اچھا کام کیا ہے۔

3۔ دیکھئے، کارل مارکس کی کتاب: "Zur Kritik, &c." کا باب "Theorien von der masseinheit des Geldes,"p,53,seq.

4۔ جہاں کہیں بھی سونا اور چاندی قانونی طور پر روپے کا منصب ادا کرنے کے لئے، یا پھر قدر کے پیمانے کے بطور، استعمال ہوتے ہیں، وہاں پر اس بات کی ہمیشہ بے فائدہ کوشش کی جاتی رہی ہے کہ ان کو ایک ہی مواد کے لئے استعمال کیا جائے۔ یہ بات فرض کر لینا کہ سونے اور چاندی کی ناقابل تغیر نسبتیں موجود ہیں جن میں عرصہ محن کی مخصوص مقدار موجود ہے، دراصل ایسا ہی ہے کہ کوئی یہ کہے کہ سونا اور چاندی ایک ہی مواد کے بنے ہوئے ہیں، اور یہ کہ کم قیمت دھات کی مخصوص مقدار، یعنی چاندی، دراصل سونے ہی کا ایک چھوٹا وزن ہے۔ انگلستان میں ایڈورڈ iii کے عہد سے لے کر جارج ii تک روپے کی تاریخ سونے اور چاندی کی مقررہ قدر کے ان کی اصلی قدروں کے

ساتھ رونما ہونے والے تضادات کی وجہ سے گڑبڑوں کی تاریخ ہے۔ ایک وقت میں سونا زیادہ بلندی پر چلا گیا، اور دوسرے وقت میں چاندی۔ عارضی طور پر جس دھات کی قیمت کا اندازہ اس کی قدر سے کم لگایا گیا، اس کو گردش سے باہر کر دیا گیا، اور ڈھلائی کر کے برآمد کر دیا گیا۔ پھر اس کے بعد دو دھاتوں کا باہمی تناسب بھی قانونی طور پر بدل دیا گیا، لیکن مقرر کردہ نیا تناسب بھی جلد ہی اصل [تناسب] سے تضاد میں آ گیا۔ خود ہمارے دور میں چاندی کی نسبت سے سونے کی قیمت میں معمولی سی عارضی تبدیلی، جس کی وجہ ہند چینی علاقوں کی چاندی کی طلب تھی، فرانس میں ایک بہت بڑھے ہوئے پیمانے پر چاندی کی برآمد، اور گردش سے چاندی کے خروج کی وجہ بنی۔ سال 1855، 56 اور 57 کے دوران، فرانس میں سونے کی برآمد کی بڑھت درآمد کی نسبت 41,580,000 پونڈ تک پہنچ گئی، جبکہ چاندی کی برآمد کی بڑھت درآمد کی نسبت 14,704,000 پونڈ تھی۔ درحقیقت جن ممالک میں دونوں دھاتیں قانوناً اقدار کا پیمانہ مانی جاتی ہیں، چنانچہ دونوں قانونی نقدیاں ہیں، وہ اس مقصد کے لئے کہ ہر شخص ان دونوں دھاتوں میں سے کسی میں بھی ادائیگی کر سکے، اور جس کی قدر میں اضافہ ہو جائے اپنی قدر سے اوپر ہو، اور ہر دوسری شے کی طرح اس کی قیمت کی پیمائش ایک زیادہ تخمینہ شدہ ایسی دھات سے کرے جو اکیلی ہی درحقیقت قدر کے معیار کے بطور کام کرے۔ اس سوال کی رو سے تمام تجربات اور تاریخ کا مقصد صرف یہ ہے کہ جہاں پر دو اشیاء قانوناً قدر کی پیمائش کا کام سرانجام دیں وہاں عملاً ایک دھات ہی اس حالت کو برقرار رکھ سکتی ہے۔'' (کارل مارکس، ایل، سی، ص 52، 53)

5۔ وہ خاص صورتِ احوال، کہ جب انگلستان میں ایک اونس سونا روپے کے معیار کی اکائی کا کام کرتا ہے، تو پونڈ اسٹرلنگ اس کے ایک مخصوص جزو کا کام نہیں کرتا۔ اور اس کی وضاحت ذیل میں درج ہے:

''ہماری سکّہ سازی کی صنعت نے پہلے پہل صرف چاندی کے سکّے ہی تیار کئے، پس 1 اونس چاندی کو با آسانی اس کے ذیلی اجزاء میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سونا چونکہ چاندی کی نسبت بہت بعد میں سکّہ سازی سے روشناس ہوا، اس وجہ سے ایک اونس سونے کی مزید تقسیم ممکن نہ رہی۔'' میک لیرن "A Sketch of the, Histry of the Currency." لندن، ص 16۔

6۔ انگریز قلم کار قدر کے پیمانے اور قیمت کے معیار (قدر کا معیار) کے مابین فرق کو بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ ان کے مناصب بھی ان کے ناموں کی طرح مسلسل ادل بدل ہوتے رہتے ہیں۔

7۔ مزید یہ کہ، اب یہ عمومی تاریخی درستی کی حامل بھی نہیں۔

8۔ یہی وجہ ہے کہ انگلستان میں پونڈ اسٹرلنگ اپنے حقیقی وزن کا تیسرا حصہ بھی بیان نہیں کرتا۔ پونڈ اسکاٹ، الحاق سے قبل اس کا صرف 36 واں حصہ بیان کرتا تھا، فرانسیسی 'لو ری 47' واں، ہسپانوی 'میر اویدی maravedi'

1000واں، اور، پرتگالی 'رائی' اس سے بھی چھوٹا حصہ۔

9۔''وہ سکّے جو آج کل فرضی ہیں، درحقیقت یہی ہر قوم کے قدیم ترین سکّے ہیں، اور ایک وقت تھا کہ وہ تمام کے تمام اصلی تھے، اب چونکہ وہ سب اصلی تھے اس لئے ان کو اعدادوشمار کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔''

(Galiani:Della moneta,i.c.,p.153)

10۔ڈیوڈ عرقوہارٹ Urquheart اپنی کتاب "Familiar Words" جس کا موضوع بے ڈول نشوونما ہے، میں کہتے ہیں کہ آج کل ایک پونڈ (سٹرلنگ) جو انگریزی روپے کی اکائی ہے، تقریباً ایک اونس وزن کے سونے کے برابر ہے۔''یہ ایک گمراہ کن پیمانہ ہے، اور''، سونے کے وزن کی ''کوئی معیار مقرر نہیں کرتا۔'' جیسا کہ ہر دوسری چیز میں تہذیب کا گمراہ کن ہاتھ ہوتا ہے۔"

11۔جب Anacharsis سے یہ پوچھا گیا کہ اہلِ یونان روپے کو کس مقصد کے لئے استعمال کرتے تھے، تو اس نے جواب دیا ''اعدادوشمار کے لئے۔''

(Athen Deipn. 1.iv. 2.ed. Scheighauser,1802.)

12۔اس حقیقت کی رو سے کہ جب روپیہ قیمت کے معیار کے بطور استعمال کیا جاتا ہے تو اس صورت میں یہ بھی ان ہی ناموں کے تحت شمار کیا جاتا ہے کہ جن میں اشیاء کے نام ہوتے ہیں۔ اس وجہ سے 3 پونڈ 17 شلنگ، یعنی ساڑھے دس ڈالر، ایک طرف تو سونے کے 1 اونس وزن کی علامت بن سکتا ہے، اور دوسری طرف 1 ٹن لوہے کی قدر کی، روپے کا یہ پیمائشی نام ہی اس کی ٹکسالی قیمت کہلائے گا۔ اس طرح سے یہ غیر معمولی نظریہ ابھرا کہ سونے کی قدر اس کے اپنے مواد ہی میں جانی جاسکتی ہے۔ اور یہ کہ دوسری تمام اشیاء سے برعکس اس کی قیمت حکومت ہی مقرر کرتی ہے۔ یہ بات غلط طور پر تصور کی جانے لگی کہ سونے کے مخصوص اوزان کو تفویض کئے جانے والے نام، دراصل ان اوزان کی قدر مقرر کرنے کے مترادف ہے۔'' (کارل مارکس، ایل.ب.ص.52۔)

13۔دیکھئے "Theorin von der Masseinheit des Geldes." مشمولہ "Zur Kritik der Pol Oekon.&c.," ص.53، seq۔ روپے کی ٹکسالی قیمت کو، سونے یا چاندی کے کم یا زیادہ اوزان میں بدلتے ہوئے، گھٹانے یا بڑھانے کا بے معنی خیال، یعنی ان ناموں کو جو پہلے ہی سے قانونی طور پر ان ناموں کے ساتھ وابستہ ہو چکے ہیں، ایسا خیال کم از کم ان صورت احوال میں جن میں ان کا مقصد پبلک اور پرائیویٹ دونوں ہی خواہوں کے خلاف بھدے مالیاتی آپریشن نہیں بلکہ معاشی اناڑی نسخے ہیں، جن کا مفصل ذکر ولیم پیٹی نے اپنی کتاب "میں کیا ہے:

"Quantulumcunque Concerning Money: To Lord Marquis of

Hailfax, 1862، کہ اس کے فوری پیروکار، سر ڈوڈلے نارتھ اور جان لاک، متاخرین کا ذکر مناسب نہیں سمجھتے'' وہ لکھتا ہے،''اگر ایک ملک کی دولت ایک اعلانیے کے ذریعے کئی گنا بڑھائی جا سکتی ہے، یہ حیرانی کی بات ہے کہ ایسا اعلانیہ اتنی دیر تک ہمارے گورنر نے کیوں نہیں کیا۔''

14۔''یا دراصل یہ بات مان لینی چاہئے کہ دس لاکھ روپوں میں اس سے مساوی قدر کی حامل اشیاء کی نسبت زیادہ قدر پائی جاتی ہے۔'' (لی ٹرونزی، ایل سی، ص919۔)۔اس کا مطلب یہ ہوگا'' کہ ایک قدر اپنی مساری قدر سے زیادہ کی حامل ہوتی ہے۔''

15۔ جیروم کو اپنی جوانی میں نہ صرف سخت جسمانی جہاد کرنا پڑا تھا، جیسا کہ صحرا میں اس کی تصوراتی عورتوں کے ساتھ لڑائی میں نظر آتا ہے، بلکہ اس کے بڑھاپے میں مافوق البشری جسم انسان کے ساتھ بھی۔ وہ کہتا ہے:''میرا خیال ہے کہ میں روحانی طور پر کائنات کے حاکم کے سامنے تھا۔'' ایک غائبانہ آواز مجھ سے مخاطب ہوئی'' تم کون ہو؟'' ''میں ایک عیسائی ہوں۔'' ''تم جھوٹ بولتے ہو' اس عظیم نے گرجدار آواز میں کہا،'' تم کچھ بھی نہیں مگر ایک سسرونیین ہو۔''

16۔''جیسا کہ ہیرے کلیٹس کہتا ہے کہ تمام چیزیں آگ سے بدلی جا سکتی ہیں اور آگ تمام چیزوں سے، اسی طرح لباس سونے سے بدلے جا سکتے ہیں اور سونا لباس سے۔''

(F. lassalle: "Die Philsophie Heraclatos des dunkeln."Berlin,1858,vol1,p.222.) ص 224 نوٹ 3 میں، لاسیلی کوتاہی سے سونے کو قدر کی فقط علامت قرار دیتا ہے۔

*اپنے خط بنام این.ایف.ڈینلسن، مورخہ 28 نومبر 1878 میں مارکس کہتا ہے کہ اس فقرے کو دراصل ذیل کے انداز میں پڑھنا چاہئے:''اور حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک گز کی علیحدہ انفرادی قدر محض [ململ کے] تمام کپڑے پر خرچ ہونے والے سماجی محن کے ایک جزو کی حیثیت رکھتی ہے۔'' یہ مترادف تبدیلی کیپیٹل capital کی دوسری جرمن طباعت میں پہلی جلد میں کی گئی تھی، یہ اگرچہ مارکس کے زیرِ نگیں ہوا تھا مگر اس کے قلمی وہ خود نہ تھے۔- یہ نوٹ روسی طباعت میں ادارۂ مارکسزم-لیننزم نے شامل کیا۔

17۔''ہر فروخت ایک خرید ہے'' ڈاکٹر کوینسے : ("dialogues sur le Commerce et les Travaux des Artisans." Physiocrates ed.Daire I.Partie, Paris , 1846,p.170)

یا جیسا کہ کوینسے اپنے "Maximes generales" میں بیان کرتا ہے،''فروخت دراصل خرید ہی ہے۔''

18۔ ''ایک شے کی قیمت صرف دوسری شے کی قیمت کے ذریعے ہی ادا کی جا سکتی ہے۔''

(Mercier de la Riviere, L'order naturel et essentiel des politiques. Physiocrates, ed. Daire,II partie, p.554).

19۔ ''روپیہ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ کسی چیز کو فروخت کیا جائے۔'' ایل سی۔ص 543۔

20۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے سونے یا چاندی کا اصلی پیداکار مستثنیات میں آتا ہے۔ وہ اپنی مصنوعہ کا مبادلہ، اسے بیچنے سے پیشتر ہی، براہِ راست طور پر ہی ایک دوسری شے سے کر سکتا ہے۔

21۔ ''اگر ہمارے ہاتھوں میں موجود روپیہ اس چیز کو بیان کر سکتا ہے جس کی ہم خواہش کرتے ہیں تو یہ روپیہ اس چیز کو بھی بیان کرتا ہے جو کہ ہم اس روپے کو حاصل کرنے کے لئے بیچتے ہیں۔'' (مارکائر-ڈی-لا-رے وری، آئی سی، ص 586)۔

22۔ ''چنانچہ یہاں پر چار....اصطلاحات ہیں اور تین متعامل عناصر ہیں، ان میں سے ایک دو مرتبہ حصہ دار بنتا ہے۔'' (لی ٹروزنی، آئی سی۔ص۔909)۔

23۔ یہ بات بجائے خود عیاں ہے کہ، اس سے نہ صرف سیاسی معیشت دان بے بہرہ ہیں بلکہ ''فری ٹریڈ ولگر'' بھی۔

24۔ میری کتاب: "Zur Kritik, & c.,: کے صفحہ 74، 76 کا مطالعہ کریں جس میں جیمز مِل پر بحث کی گئی ہے۔ اس موضوع کے حوالے سے ہم apologetic معیشت کے دو طریق کار کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ ان میں سے پہلا طریقہ، اشیاء کی گردش اور مصنوعات کے ادلے بدلے [بارٹر] سے ان کے نقطۂ ہائے امتیاز سے سادہ انداز میں تجرید کرتے ہوئے کو ہم آہنگ بیان کرتا ہے۔ دوسرا طریقہ پیداوار کے سرمایہ دارانہ نظام میں موجود تضادات کو بیان کرنے کی کوشش میں اس طبعِ پیداوار میں شامل افراد کے باہمی تعلقات کو اشیاء کی گردش کے نتیجے میں نمودار ہونے والے سادہ تعلقات تک محدود کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اشیاء کی پیداوار اور گردش ایسا عمل ہے جو کم و بیش مختلف پیداواری اندازوں میں وجود رکھتا ہے۔ اگر ہم محض گردش کی تجریدی اقسام ہی سے آگاہ ہوں، جو ان میں ہر انداز کی پیداوار میں مشترک ہے، تو ممکن ہے کہ ہمیں ان اندازوں کے خاص نقطہ ہائے تخصیص کا پتا نہ ہو، اور نہ ہم ان پر کوئی رائے دے سکیں۔ جتنی غپیں سیاسی معیشت میں ہانکی جاتی ہیں اتنی شاید ہی کسی اور علم میں ملتی ہوں۔ مثال کے طور پر جے۔ بی۔ سے۔ اپنے آپ کو ماہر بحرانیات گردانتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ شے یقیناً کوئی مصنوعہ ہے۔

25۔ مترجم کا نوٹ:- یہ لفظ یہاں پر اپنے اصلی معنوں میں استعمال ہو رہا ہے، یعنی وہ روش، یا راستہ جو روپیہ اس

وقت اختیار کرتا ہے کہ جب وہ ایک ہاتھ سے دوسرے میں جاتا ہے، اور یہ روش گردش سے بنیادی طور پر ہی الگ ہوتی ہے۔

26۔ حتیٰ کہ جب شے بار بار بکتی ہے، ایک ایسا مظہر جس کا تا حال ہمارے لئے کوئی وجود نہیں ہے، یہ [شے] اس وقت گردش کے دائرے سے باہر ہو کر کھپت میں آ جاتی ہے، جب یہ آخری بار یقیناً فروخت کر دی جاتی ہے۔ یہاں پر یا تو یہ اشیائے خورد و نوش کے بطور استعمال ہوتی ہیں، یا پھر پیداوار کے ذریعے کے بطور۔

27۔ یہ (روپیہ) صرف اسی حرکت کا حامل ہوتا ہے جو اس کو مصنوعات تفویض کرتی ہیں۔ (لی ٹروزنی، آئی بی، ص. 885)۔

**یہاں پر (''پس ململ'' سے لے کر ''اشیاء کی عمومی حیثیت'' تک ص. 117) انگریزی متن جرمن کی طبع چہارم کے مطابق دیا گیا ہے۔

28۔ '' مصنوعات ہی اس'' (روپے) '' کو متحرک کرتے ہوئے گردش میں لاتی ہیں...۔ اس کی'' (روپے کی) '' حرکت کی ولاسٹی اس کی مقدار کو اضافی تقویت دیتی ہے۔ جب ضروری ہو یہ ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں آتا جاتا ہے اور اس کی حرکت ایک لمحہ بھی نہیں رکتی۔'' (لی ٹروزنی، آئی بی، ص. 915، 916)۔

29۔ روپیہ، خرید اور فروخت کا عمومی پیمانہ ہونے کے ناتے، ہر وہ شخص جو خریدتا یا بیچتا ہے، اور اُس کو اِس سلسلے میں بیوپاری دستیاب نہیں ہوتا، تو فی الوقت یہ ضرور سوچتا ہے کہ ملک یا ریاست میں رونما ہونے والی روپے کی کمی دراصل وہ وجہ ہے کہ جس کے باعث اس کی اشیاء بکنے کے لئے نہیں جاتیں۔ اسی وجہ سے وہ روپے کی کمی کا شور بپا کرتا ہے، اور یہ اس کی سب سے بڑی غلط فہمی ہوتی ہے...۔ جو لوگ روپے کے لئے قیل و قال مچاتے ہیں، دراصل ان کو کیا چاہئے ہوتا ہے؟... کسان یہ شکایت کرتا ہے... اس کے خیال میں اگر ملک میں زیادہ روپیہ ہوتا تو اس کو اپنے مال کا زیادہ معاوضہ مل جاتا۔ پھر یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کا اصل مسئلہ روپیہ نہیں ہے، بلکہ اس کی مکئی اور مویشیوں کی قیمت۔ ممکن ہے کہ وہ ان کو بیچ دے، مگر وہ ایسا کر نہیں سکتا...۔ اس کو وہ قیمت کیوں نہیں حاصل ہوتی؟ 1) یا تو ملک میں اتنی زیادہ مکئی اور مویشی ہیں اور منڈی میں آنے والا ہر آدمی انہیں بیچنے کا خواہش مند ہے جیسا کہ وہ خود، اور [ان کے مقابلے میں] خریدنے والے بہت کم ہیں۔ یا پھر (2) ان کی ضروریات عمومی نقل و حرکت کے ذریعے بیرون کی طرف چلی جاتی ہے... یا (3) جب کھپت اس وجہ سے ختم ہو جائے کہ لوگ اپنی غربت کی وجہ سے اپنے گھروں [کے اخراجات پر] پہلے کی طرح خرچ نہ کر سکیں۔ لہٰذا مخصوص روپے کا اضافہ نہیں جو کسان کی مصنوعات کو بکوائے گا بلکہ ان وجوہات میں سے ایک کو ختم کرنا ضروری ہے جو منڈی میں مندا پیدا کرتے ہیں۔ تاجر، یا دکاندار کو بھی اسی انداز میں روپے کی ضرورت ہوتی ہے، یہ کہ، منڈی کی ناکامی کی صورت میں ان کو اپنے

سامان کے اخراج کی ضرورت ہوتی ہے''…[ایک قوم]''اس وقت تک بہتر انداز میں چل نہیں سکتی جب تک زر کا ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں انتقال عمل میں نہ آئے۔'' (سر ڈڈلی نارتھ، ''Discourses upon Trade,''لندن.1691،ص.11- 12، passim)۔جیرنچ وینڈ کے تخیل آمیز خیالات بھی محض یہاں تک ہی محدود ہیں کہ تضاد جس کا منبع اشیاء کی نوعیت میں ہے اور جو ان کی گردش کے دوران ایک بار پھر نمودار ہوتا ہے،صرف ایک طریقے سے ختم کیا جا سکتا ہے کہ ذریعۂ گردش کی مقدار میں اضافہ کر دیا جائے۔لیکن اگر، ایک طرف، یہ ایک عام کج بحثی ہے کہ پیداوار اور گردش کا ٹھہراؤ ذریعۂ گردش کی ناکافی مقدار کی وجہ سے ہے،تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ، دوسری طرف،اس کے نتیجے میں اس ذریعے کی حقیقی قلت اس طرح کے جمود کو ابھرنے کا موقع نہ دے،مثال کے طور پر،کرنسی کو بھدی قانونی مداخلت کے ذریعے قابو میں رکھنے کی کوشش۔

30۔''ایک قوم کی تجارت کی ترویج کے لئے روپے کی ایک خاص مقدار اور پیمانہ درکار ہوتے ہیں،جس سے کم یا زیادہ اسے نقصان پہنچائیں گے۔بالکل اسی طرح چھوٹی سطح کی تجارت میں چھوٹی مالیت کے سکّوں کی ضرورت ہوتی ہے،وہ اس لئے کہ چاندی کے روپے کو[اس سے] بدلا جا سکے،اور ایسے چھوٹے چھوٹے حساب کے لئے جو انتہائی چھوٹے چاندی کے سکے سے بھی ممکن نہیں…۔اب جیسا کہ تجارت میں مستعمل چھوٹے سکّوں کی تعداد کا تناسب،لوگوں کی ایک خاص تعداد سے،ان کے مبادلوں کی سرعت سے لیا جا سکتا ہے،بالکل اسی طرح اور اصولی طور پر چاندی کے چھوٹے سے چھوٹے روپے سے لیا جاتا ہے؛چنانچہ اسی طرح روپے کا وہ تناسب'(سونے اور چاندی کی نوع کا)''جس کی ہماری تجارت میں ضرورت ہے، ایسا ہی ہے کہ جیسے کٹوتیوں کی سرعت سے،اور ادائیگیوں کے حجم سے اخذ کردہ ہو۔'' (ولیم پیٹی، "A Treatise of Taxes and Contribution,"لندن. 1667،ص. 17.) ۔اے ژونگ نے اپنی کتاب: "Political Arithmetic" میں جے سٹیورٹ اور دیگر کے مقابلے میں ہیوم کے نظریے کا دفاع کیا ہے۔یہ کتاب 1774 میں لندن میں شائع ہوئی،اس میں "Prices Depend on quantity of money," کے حامل باب کے صفحہ 112 میں۔میں نے "Zur Kritik, & c." کے صفحہ 149 میں بحث کی ہے کہ:''وہ(آدم سمتھ) گردش میں موجود سکّوں کی مقدار کے بارے میں سوال اٹھائے بغیر ہی آگے بڑھ جاتا ہے،اور روپے کو محض ایک شے ہی تصور کرتا ہے۔'' یہ رائے صرف اس وقت لاگو ہوتی ہے جب آدم سمتھ اپنے منصب کی رو سے روپے کی بات کرتا ہے۔تاہم کبھی کبھار،جیسا کہ سیاسی معاشیات کے قدیم نظاموں پر تنقید کرتے ہوئے،وہ صحیح نظریہ بھی اختیار کر لیتا ہے۔''ہر ملک میں موجود سکّوں کی مقدار،ان اشیاء کی قدر سے متعین کی جاتی ہے جن کی حرکت کا باعث یہ[سکے] بنتے ہیں…۔ہر ملک میں لا کر بیچے جانے والے سامان کی قدر کو،روپوں کی ایک ایسی خاص مقدار

کی ضرورت ہوتی ہے جس کے ذریعے ان کو بیچا اور ان کے خاص صارفین تک پہنچایا جا سکے، اور تا کہ یہ کسی اور کو وسیلہ فراہم نہ کرے۔ گردش کا چینل اپنی طرف اتنی رقم کو کھینچتا ہے جو کہ اس کو بھرنے کے لئے کافی ہو، اور اس سے زیادہ کو داخل نہیں ہونے دیتا۔'' ("Wealth of Nations" Bk.,ch.iv.,ch.I.) اسی انداز میں ex officio. وہ اپنے کام کا آغاز روپے کی تقسیم کے نظریے سے کرتا ہے۔ بعد ازاں اپنی آخری کتاب میں کہ جس میں عوامی محاصل کے منبعوں پر مباحث کئے گئے ہیں، وہ متعدد مقامات پر اپنے استاد، اے فرگوسن، کی محن کی تقسیمِ کار کی مخالفت دہراتا ہے۔

31۔ ''جیسے جیسے لوگوں کے پاس سونے اور چاندی کی مقدار میں اضافہ ہوتا جائے گا، ہر ملک میں اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا، اور نتیجتاً، جس ملک میں سونے اور چاندی کی مقدار کم ہوگی، وہاں اشیاء کی قیمتوں میں کمی بھی اسی تناسب سے آئے گی کہ جس کو رو سے روپے میں کمی آئی تھی۔'' (جیکب وینڈرلنٹ: "Money Answers all Things." لندن. 1734، ص.5۔) اس کتاب کا ہیوم کے مضامین کے ساتھ محتاط موازنہ، میرے خیال میں، بلا شک وشبہ یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ ہیوم وینڈرلنٹ کے کام سے بخوبی آگاہ تھا اور اس نے اپنی کتاب میں اس سے استفادہ بھی ضرور کیا ہے، جو یقیناً ایک اہم بات ہے۔ باربن اور اسی طرح کے دوسرے قدیم مصنفین کا بھی یہی نظریہ تھا کہ قیمتیں گردشی ذریعے سے متعین ہوتی ہیں۔ وینڈرلنٹ کہتا ہے کہ'' ایک غیر محدود تجارت سے کسی قسم کی خرابی جنم نہیں لے سکتی، بلکہ [اس سے برعکس] ایک بہت بڑا فائدہ۔ اگر ایک ملک نقدی کم کر دے تو وہ ممالک جو یہ نقدی حاصل کریں گے، اور جونہی ان کے درمیان نقدی میں اضافہ ہوگا، لازماً ہر چیز کی قیمت میں وہ اضافہ پائیں گے۔ اور ہماری مصنوعات اور ہر دوسری چیز، بہت جلد ایسے معتدل ہو جائیں گے کہ ہم تجارت کا توازن اپنے حق میں کرنے کی طاقت رکھیں گے، اور اس طرح سے روپیہ دوبارہ حاصل کر لیں گے۔'' (آئی بی، ص.43،44۔)

32۔ یہ کہ ہر ایک قسم کی شے کی قیمت گردش میں موجود تمام اشیاء کی قیمتوں کے حجم کا ایک جزو بنتی ہے، اور اس بات کی حقیقت بجائے خود عیاں ہے۔ لیکن وہ اقدارِ صرف، جو ایک دوسرے کے لحاظ سے ہم آہنگ نہیں ہوتیں، کس طرح سے ملک میں موجود سونے اور چاندی کی کل، مجموعی مقدار سے متبادل ہو سکتی ہے، اس صورتِ حال کا ادراک بالکل ناممکن نظر آتا ہے۔ اگر ہم اپنی بات کا آغاز اس نقطے سے کریں کہ تمام اشیاء مل کر صرف ایک شے ہی تشکیل دیتی ہیں۔ اور دوسری ہر شے اس ایک شے کے مساوی اجزاء کا درجہ رکھتی ہے۔ اس صورت میں ہمیں ذیل کا دلچسپ نتیجہ حاصل ہوتا ہے: کل شے=x کوینٹل سونا؛ شےA=کل شے کا ایک جزوی حصہ=اس x کوینٹل سونے کا ایک جزوی حصہ۔ اس بات کی منٹیسک نے بڑی سنجیدگی نے وضاحت کی ہے کہ: ''اگر ایک شخص دنیا میں موجود سونے

اور چاندی کی کل مقدار کا موازنہ تمام موجود اشیاء کے ساتھ کرے، تو یہ بات یقینی ہوگی کہ ہر مصنوعہ یا شے، تنہا طور پر، روپے کی کل تعداد کے ایک خاص حصے کے ساتھ موازنے کی اہل ہوتی ہے۔ فرض کریں کہ دنیا میں صرف ایک مصنوعہ یا شے ہی موجود ہے، یا خریداری کی اہل صرف ایک شے ہی ہے، اور اس کو بالکل روپے کی طرح تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اب اس طریقے سے اس شے کی مخصوص مقدار کل روپے کی ایک مخصوص مقدار بن جائے گی۔ یعنی اس کے ایک آدھے کا مجموعہ، اس کے دوسرے آدھے کے مجموعے سے مساوی ہوگا، اور ... چیزوں کی قیمتوں کی تعیین ہمیشہ، بنیادہ طور پر چیزوں کی مجموعی مقدار کے اس تعلق پر منحصر ہوتی ہے جو اُن کے اور انہیں مانیٹر کرنے والی علامات کے درمیان پایا جاتا ہے'' (منٹیسک، ایل بی، ٹی. III ص. 12،13)۔ جہاں تک اس نظرئے کی مزید ترویج کا تعلق ہے، جو ریکارڈو، اور اس کے شاگردوں: جیمز مِل، لارڈ اوورسٹون، اور دیگر نے کی، اس سلسلے میں میرے دوسری کتاب Zur Kritik کا ص 46-140، اور 150 seq کو دیکھیں [موجودہ طباعت کی جلد 29 اور ص 96-390 اور ص 399 sqq۔] جان سٹیوٹ مِل اچھی طرح جانتا تھا کہ اپنے عمومی مختلف النوع منطق کو اپنے باپو جان، جیمز مِل کے نظرئے اور پھر اس کے متضاد نظرئے کو کس طرح ساتھ لے کر چلنا ہے۔ اپنی کتاب "Principles of Pol Econ": کی تلخیص میں اپنے نظرئے کا اسی کتاب کی پہلی طباعت سے موازنہ کرتا ہے، اور جس کے دیباچے میں وہ اپنے آپ کو اپنے وقت کا آدم سمتھ گردانتا ہے۔ ہم نہیں جانتے آیا کہ اُس آدمی کی سادگی کی زیادہ تعریف کی جائے یا پھر عوام کی جس نے اس کو آدم سمتھ کے بطور قبول کرلیا جو کہ خود اس کا دعویٰ تھا۔ اگرچہ وہ آدم سمتھ سے ایسی ہی مطابقت رکھتا ہے جتنی کہ کیرس کا ولیم، وِلنگٹن کے نواب سے۔ مسٹر جے. ایس. مِل کے بنیادی محققین جن کے نظریات نہ طولانی ہیں اور نہ پختہ، سیاسی معاشیات کی سرزمین پر آتے ہوئے اس کی چھوٹی سی کتاب: "Some Unsettled Questions of Political Economy," ہی میں عام سی باتوں میں گم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ کتاب 1844 کو منظرِ عام پر آئی۔ لوکے Locke سونے اور چاندی میں قدر کی غیر موجودگی اور ان کی قدر کے صرف مقداری طور پر تعین کے نقطے کو تشنہ ہی چھوڑ دیتا ہے۔ ''انسان نے سونے اور چاندی کو محض خیالی قدر تفویض کرنے پر اتفاق کیا ہے، ان دھاتوں میں صرف مقداری عنصر ہی پایا جاتا ہے۔'' ("Some Considerations,"&c.,1691Works Ed. 1777, vol.II,P,15.")

33۔ سکّوں کی بابت [حکومتی] منافع خوری کی ایسی تفصیلات یقینی طور پر میرے زیرِ بحث نہیں آسکتیں۔ تاہم میں یہاں پر ایک رومانوی خوشامد پسند، آدم مُولر، کے فائدے کے لئے جو اس ''پرکشش آزادی'' کی تعریف کرتا ہے جس کے ساتھ انگریز حکومت ایک تسلسل کے ساتھ سکے گھڑتی ہے، سر سڈلی نارتھ کی درج ذیل رائے کا حوالہ دوں

گا: ''دوسری اشیاء کی مانند، چاندی اور سونا خاص اتار چڑھاؤ رکھتے ہیں۔ اسپین سے مقداروں کی آمد کے بعد... ان کوٹاور میں بھیج کر سکّہ سازی کی جاتی۔ اس سے کچھ ہی عرصہ بعد سونے کو درآمد کرنے کی ضرورت دوبارہ پیش آئے گی۔ اگر ایسا نہیں تو پھر کیا؟ لیکن سکّوں ہی میں سب کچھ ہوتا ہے۔ اس کو دوبارہ ڈھال لو۔ اس میں کوئی کمی نہیں آئی، کیونکہ سکّہ سازی پر حامل کا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اس طرح سے قوم سے دھوکہ کیا جاتا ہے اور اس پر بلا وجہ مالی بوجھ پڑتا ہے۔ اگر تاجر کو سکّہ سازی کی قیمت بھرنے پر مجبور کیا جائے، تو وہ غور وفکر کئے بغیر اپنی چاندی کوٹاور میں نہیں بھیجے گا، اور سکّے میں ڈھلا ہوا چاندی عام چاندی سے زیادہ قدر کا حامل ہوگا۔'' (North, l.c., p.18.)

نارتھ بذاتِ خود چارلس II کے عہد کا ایک اہم تاجر تھا۔

34۔ اگر چاندی چھوٹی مالیت کی ادائیگیوں کے لئے درکار [مالیت] سے کبھی تجاوز نہ کرے، اس صورت میں یہ بڑی ادائیگیوں کے لئے مناسب مقدار میں اکٹھی بھی نہ کی جا سکے گی... بڑی ادائیگیوں میں سونے کے استعمال کا یہ مطلب ہے کہ یہ پرچون کے لئے بھی ہے۔ جن کے پاس چھوٹی خریداریوں کے لئے سونے کے سکّے موجود ہیں، اور اس کے بدلے میں ان کو ایک شے خریدتے ہوئے کچھ مقدار میں چاندی کے سکّے بھی حاصل ہوتے ہیں؛ تو اس ذریعے سے زائد چاندی جو دوسری صورت میں پرچون کے اس تاجر کے لئے رکاوٹ بن جائے گی، اس کو وہاں سے واپس حاصل کرلیا جاتا ہے اور دوبارہ گردش میں شامل کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر چاندی کی ایک ایسی معقول تعداد موجود ہو جو سونے سے آزاد رہتے ہوئے چھوٹی ادائیگیوں میں کام آسکے، اس صورت میں پرچون کا تاجر لازماً خریداریوں کے لئے چاندی حاصل کرے گا؛ اور یہ یقینی طور پر اس کے ہاتھوں میں منجمد ہو کر رہ جائے گا۔''

(David Buchan. "Inquiry into the Taxation and Commercial Policy of Great Britain."Edinburgh,1844, P.248, 249.)

35۔ ایکس چیکر کا چینی چانسلر، منتری وان- ماؤ- اِن کے دماغ میں یہ بات سما گئی کہ جنت کے اوتار کے حضور یہ تجویز رکھی جائے جس کا بھید یہ تھا کہ مملکت کو دی گئی دولت کو قابلِ تبدیل بینک نوٹوں میں بدلا جا سکے۔ دولت کا حساب کتاب رکھنے والی شوریٰ نے 1854 کی رپورٹ میں اس کو سخت ملامت کی۔ تاہم اس بات کا تذکرہ نہیں ملتا کہ اس کو بانس سے مارنے کی روایتی سزا دی گئی یا نہیں۔ اس رپورٹ کا لبِ لباب یہ ہے: ''شوریٰ نے اس کی تجاویز کا بغایت جائزہ لیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بنیادی طور پر تاجروں کے حق میں ہے، اور یہ کہ حکومت کو اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہونے والا۔'' (Arbeiten der Kaiserlich Russischen zu Peking uber China." Aus dem Russischen von Dr.K Abel und F.A Mecklenberg.Erster Band. Barlin, 1858,P.47 sq.) بینک ایکٹس پر ایوانِ بالا کی

شوریٰ کے سامنے، بینک آف انگلینڈ کا ایک گورنر اس کی حمایت میں، بہاؤ کے دوران سونے کے سکّے کے ضیاع کی رو سے، کہتا ہے کہ: ''ہر سال سوورن [ایک طرح کا سکہ] کی نئی کھیپ بہت ہلکی ہو جاتی ہے۔ وہ کھیپ جو ایک سال پورے وزن کے ساتھ ہوتی ہے، گھس جانے سے اس کا وزن کم ہو جاتا ہے اور اگلے سال ترازو میں اس کا وزن پورا نہیں ہوتا۔'' (House of Lords' Commottee,1848, n. 429.)

36۔ فُلارٹن کا درج ذیل اقتباس روپے کے بہترین مصنفین کے اس کے مختلف عوامل کی تفہیم کے سلسلے میں راست نقطۂ نظر کی کمی کی نشاندہی کرتا ہے: ''جہاں تک ہمارے نجی مبادلوں کا تعلق ہے، وہ تمام مرکزی عوامل جو عام طور پر سونے یا چاندی ادا کرتے ہیں، اتنے ہی موثر انداز میں نا قابلِ تبدیل نوٹوں کی گردش سے بھی ادا کئے جا سکتے ہیں۔ یہ نوٹ کسی قسم کی قدر کے حامل تو نہیں ہوتے البتہ لیکن وہ، عارضی اور روایتی قدر کو ایک [مقررہ] قانون کی بدولت ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے اور میں اسے جھٹلا یا نہیں سکتا۔ اس طرح کی قدر کو داخلی قدر کے تمام مقاصد کی تشریح کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے، حتیٰ کہ یہ ایک معیار کی ضرورت سے بھی بالا جا سکتی ہے، بشرطیکہ جاری کردہ [روپے] کی مقدار حد میں رہے۔'' (فولارٹن: "Regulation of Currencies" لندن، 1845، ص. 21)۔ کیونکہ روپے کے طور پر استعمال ہونے والی شے گردش میں محض قدر کی علامات سے بھی بدلی جا سکتی ہے لہٰذا اس کے قدر کے پیمانے اور قیمت کے معیار کے مناصب غیر ضروری تصور کئے جاتے ہیں!

37۔ یہ حقیقت کہ سونا اور چاندی، چونکہ وہ سکّے ہیں، یا واضح طور پر گردشی ذریعے کا کام کرتے ہیں، خود اپنے ہی ٹوکن بن کر رہ جاتے ہیں۔ اس سے نیکولاس باربن یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ حکومت کو ''روپیہ بلند کرنے'' یعنی چاندی کے ایک وزن کو جسے شلنگ کہا جاتا ہے ایک بڑے وزن، جیسے ایک کراؤن کا نام دینے کا حق حاصل ہے۔ تاکہ قرض خواہوں کو کراؤن کے بدلے میں شلنگ دیا جائے۔ ''روپیہ بار بار کے استعمال کے بعد ہلکا ہونا شروع ہو جاتا ہے.... یہ روپے کا بہاؤ اور وجہ تسمیہ ہی ہے جس کا افراد سودے بازی میں لحاظ رکھتے ہیں نہ کہ چاندی کی مقدار کا.... یہ دھات پر عوام الناس کا استحقاق ہی ہے جو کہ اس کو روپیہ بنا دیتا ہے۔'' (این. باربن، ایل.سی، ص. 29، 30، 25)۔

38۔ ''نقدی کی دولت کچھ نہیں.... مگر مصنوعات میں دولت، جو روپے میں بدل گئیہے'' (مارسیر ڈی. لا. ریوری، ایل. سی، [ص 573]) ''مصنوعہ کی صورت میں ایک قدر جس نے صرف اپنی شکل ہی بدلی ہوتی ہے۔'' (ibid'.,p.486)

39۔ ''یہ اسی عمل کی وجہ ہی سے ممکن ہوتا ہے کہ وہ اپنی تمام چیزوں اور مصنوعات کو اتنے کم نرخوں پر رکھتے ہیں۔'' (وینڈرلنٹ، ایل.سی. ص 95، 96۔)

40۔''روپیہ....ایک ضمانت ہے۔''

(John Bellers:"Essays about the Poor, Manufactures, Trade, Plantation and Immorality,"Lond,1699,P.13.)

41۔ایک قطعی رو سے،ایک خریداری کا مطلب یہ ہوگا کہ سونا اور چاندی ماقبل ہی شے کی بدلی ہوئی صورتیں ہیں،یا ایک فروخت کی مصنوعات ہیں۔

42۔ہنری III جو کہ فرانس کا کٹر عیسائی بادشاہ تھا،نے گرجوں کی یادگار قیمتی اشیا لوٹ لیں اور پھران کو روپے میں بدل دیا۔

یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یونان کی تاریخ میں phocians نے،ڈیلفی کے مندر کو مسمار کرنے میں کیا کردار ادا کیا۔قدیم زمانے میں مندر سونے کی اشیاء اکٹھا کرنے کے لئے استعمال ہوتے تھے۔وہ''مقدس بینک'' تھے۔ فونیشنز نہایت اعلیٰ درجے کے کاروباری لوگ تھے،ان کے ہاں روپیہ ہر شے کی تبدیل شدہ شکل تھی۔اس کی مناسبت سے کنواری لڑکیاں جو محبت کے میلے میں اپنے آپ کو اجنبیوں کے حوالے کر دیتی تھیں،کے لئے درست تھا کہ اس طرح حاصل کی گئی رقم کو دیوی کے حضور نذرانے کے طور پر پیش کر دیں۔

43۔

سونا۔طلائی،چمکیلا،قیمتی سونا
پس اس کا کام یہ ہے کہ سیاہ کو سفید؛احمق کو عاقل؛
غلط کو درست؛بدقماش کو شریف؛بوڑھے کو جوان؛بزدل کو بہادر کر دے۔
...اے خداؤ،یہ کیا ہے؟یہ کیوں ہے
سونا تمہارے پجاریوں اور تمہارے غلاموں کو تم سے دور بھگا دے گا۔
یہ سیاسی بلوانوں کی آسائش چھین لے گا۔
یہی زرد غلام
مذاہب کو بُنے گا اور پھران کے بخیے ادھیڑ دے گا۔
یہ ملعون کو منعم کر دے گا۔
یہ خون آلود کوڑھی کو بت رعنا کر دے گا۔
یہ چوروں کو امیروں،وزیروں کا ہمسر کر دے گا،انہیں القابات سے نوازا جائے گا اور لوگ ان کے حضور جھکیں گے۔

یہ سونا ہی ہے جو نفس گزیدہ بیوہ کی پھر سے شادی کرا دیتا ہے۔
اے لعنتی دھرتی،
تو انسانوں کی سانجھی طوائف ہے۔

44۔
''او، روپے! کوئی چیز تجھ سے بُری نہیں
ہماری زندگیوں میں، اتنی تازہ، مکمل، اتنی مکار۔
ارے او روپے_ تم شہر ویران، آدمیوں کو غریب الوطن کر دیتے ہو۔
تم اچھے اذہان کو گمراہ کر کے جہالت کے گڑھوں میں دھکیل دیتے ہو۔
پابند نہیں، تم ان کو ہر بدعنوانی میں تاک کر دیتے ہو،
ہر بے خدا جرم میں_ اور روپے صرف تم۔''

(Sophocles, Antigone[lines 295-301])

45۔''پلوٹو کی زمین سے باہر آنے کی جبلت ہی اس کو زمین کی کوکھ سے پھوٹنے کی امید دلاتی ہے۔''

(Athenaeus,Deipnos[ophistae],l.VI,23,Vol.2,ed.Schweighauser,P.397.)

46۔'' سیاسی معاشیات کا تمام ناپ تول صرف چند ایک مراکز کے گرد ہی گردش کرتا ہے: ہر شے کے فروخت کنندگان کی تعداد میں زیادہ سے زیادہ ممکن اضافہ، اور خرید کنندگان کی تعداد میں زیادہ سے زیادہ ممکن اضافہ۔ (وے ری ایل سی. [ص]ص۔52[53])۔

47۔''ایک قوم کی تجارت کو چلانے کے لئے ایک مخصوص قسم کے روپے کی خاص مقدار میں ضرورت ہوتی ہے، جو [مقدار] بدلتی رہتی ہے۔ اور حالات کے تقاضے کے پیشِ نظر بعض وقت یہ بڑھ جاتی ہے اور بعض وقت کم ہو جاتی ہے...۔ روپے کا یہ مدوجزر اپنے آپ کو خود ہی جاری وساری رکھتا ہے، اور اسے کسی سیاست دان کی ضرورت نہیں ہوتی...۔ بالٹیاں یکے بعد دیگرے کام کرتی ہیں۔ جب روپیہ کم ہوتا ہے تو سونے کو ڈھالا جاتا ہے، اور جب سونا کم ہو جائے تو روپے کو ڈھالا جاتا ہے''(Sir D.North, l.c., Postscript,P.3.) جان سٹورٹ، جو طویل عرصے تک ایسٹ انڈیا کمپنی کا دفتری ملازم رہا ہے، اس حقیقت کی تائید کرتا ہے کہ ہندوستان میں چاندی کے زیورات ابھی تک براہِ راست طور پر جمع وست کے کام آتے ہیں۔ جب سود کی شرح بڑھ جاتی ہے تو چاندی کے زیورات نکال کر انہیں ڈھال لئے جاتے ہیں۔ اور جب گر جاتی ہے تو یہ اپنی اصلی شکل میں واپس آ جاتے

ہیں۔(J.S.Mill's Evidence,"Reports on Bank Acts,"1857,2084)۔

1864 کی ایک پارلیمانی دستاویز کے مطابق ہندستان کی سونے اور چاندی کی درآمد اور برآمد کی ذیل میں، سال 1864 کے دوران سونے اور چاندی کی درآمد 19,367,764 پونڈ سے بھی تجاوز کر گئی۔ 1864 سے مابعد آٹھ سال کے دوران قیمتی دھاتوں کی درآمد ان کی برآمد پر 109,652,917 پونڈ سے بھی تجاوز کر گئی۔ اس صدی کے دوران ہندوستان میں 200,000,000 پونڈ سے بھی زائد مالیت کے سکّے ڈھالے گئے۔

48۔ ذیل میں اٹھارویں صدی کے دوران انگریز تاجروں کے مابین بہی خواہوں اور بہی داروں کے تعلق کی وضاحت کی گئی ہے۔ ''ظلم کی یہی انتہا انگلستان کے تجارت پیشہ افراد میں پائی جاتی ہے، انسانوں کا کوئی بھی دوسرا معاشرہ جس کے مقابل نہیں آسکتا، اور نہ ہی دنیا کی کسی اور ریاست کا۔

("An Essay on Cradit and the Bankrupt Act," London,1707,P.2.)

49۔ ذیل کا اقتباس، جو میری 1859 کو چھپنے والی کتاب سے ہے، اس بات کی وضاحت کرے گا کہ میں نے اس کی مخالف شکل کے متن کا خیال کیوں نہیں رکھا: ''اس سے برخلاف عمل M_C میں روپے کو خریداری کے حقیقی ذریعے کے بطور بُعد میں لایا جاسکتا ہے، اور اس طریقے سے شے کی قیمت کا اس سے پہلے ہی حصول کیا سکتا ہے کہ روپے کی قدر صرف کا حصول ہو اور شے کو حقیقتاً بھیج دیا جائے۔ یہ [عمل] ادائیگیوں کی روزانہ کی شکل میں ایک تسلسل کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ اسی بنتر کی وجہ سے ممکن ہوا کہ انگریز حکومت ہندوستانی کسانوں سے افیون خریدتے رہے...تاہم ان معاملات میں روپیہ ہمیشہ خرید کے ذریعے کا کام کرتا رہا...یقیناً سرمائے کو روپے کی شکل میں بھی ترقی ملی ہے...تاہم یہ نقطۂ نظر سادہ گردش کی حدود میں نہیں شامل ہوتا۔'' ("Zue Kritik,&c.,"PP.119,120.)

50۔ پیسے کا وہ بحران جس کا متن میں تذکرہ کیا گیا ہے، ہر بحران کا ایک پہلو ہونے کی حیثیت سے، اسے مخصوص قسم کے بحران سے ممیّز کرنا چاہیئے جو روپے کا بحران کہلاتا ہے، لیکن جو آزاد مظہر کے بطور صنعت اور تجارت پر بلاواسطہ ردعمل ڈالنے کے لئے پیدا ہوجاتا ہے۔ اس بحران کی بنیادی وجہ ہمیں روپے والے سرمائے میں مل جاتی ہیں، اس طرح سے ان کے براہِ راست متعامل ہونے کا کُرہ اُسی سرمائے کا کُرہ ہی ہوتا ہے، جیسے بینکاری، سٹاک ایکسچینج، اور مالیات۔

51۔ ''کریڈٹ کے نظام سے حقیقی روپے کے نظام کی طرف جانے کی اچانک تبدیلی کثیر نظریاتی ڈر کو عملی افراتفری میں جمع کر دیتی ہے؛ اور وہ تاجر جن کی مداخلت گردش پر اثر انداز ہوتی ہے، اس غیر سرایت پذیر نظام کے سامنے کانپتے ہیں، جن میں خود ان کے اپنے معاشی تعلقات مخصر ہیں۔'' (کارل مارکس، ایل بی، ص. 126) ''غریب

کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں کیونکہ امیروں کے پاس اتنا روپیہ نہیں ہے کہ انہیں ملازم رکھ سکیں، اگرچہ ان کے پاس یہی ہاتھ اور زمیں ہے جو ان کو خوراک اور لباس مہیا کرتے ہیں، جیسا کہ پہلے تھا؛...یہی ایک قوم کا اصل مال ومتاع ہے، نہ کہ روپیہ۔

(John Bellers: "Proposals for Raising a College of Industry," London. 1696 P. 3

52۔مندرجہ ذیل سے پتا چلتا ہے کہ "Amis du Commerce" نے کتنے اوقات کا استحصال کیا ہے۔ ''ایک موقعے پر (1839) ایک پرانے پکڑو بینکار نے (اس شہر میں) اپنے نجی کمرے میں اپنے نیچے موجود پیٹی کا ڈھکن اٹھایا، اور اپنے دوست کو بینک کے نوٹوں کی بڑی بڑی گڈیاں دکھائیں، اور بڑے خوشی بھرے اانداز میں کہا کہ ان میں سے 600,000 پونڈ کی رقم روپے کا بھاؤ بڑھانے کے لئے رکھی گئی ہے، اور جو اُسی دن تین بجے کے بعد منڈی میں لے جائی جائے گی۔'' (The Theory of Exchanges. The Bank Charter Act of 1844, P.81.) ۔دی آبزرور، جو کہ جز وحکومتی رسالہ ہے، اس میں 24 اپریل 1964 کے شمارے میں ذیل کا پیراگراف ہے: ''کچھ بہت غلط قسم کی افواہیں زبان زدِ عام ہو رہی ہیں جو ان ذرائع کی بابت ہیں کہ جن کے استعمال سے بینک نوٹوں کی کمیابی پیدا کی جا سکے۔...یہ فرض کرنا ہی ناممکن دکھائی دیتا ہے کہ ایسا کوئی طریقہ ہوگا بھی لیکن یہ رپورٹ اتنی عام ہے کہ اس کا ذکر ضرور کیا جانا چاہئے۔''

53۔کسی بھی خاص دن میں رونما ہونے والے مبادلوں یا لین دین کی کل تعداد، اس دن میں استعمال ہونے والے روپے کی کل تعداد پر اثر انداز نہیں ہوگی، لیکن اکثر صورتوں میں یہ مختلف انواع واقسام کے ڈرافٹوں میں مجتمع ہوں گے جو آئندہ تاریخوں پر کم یا زیادہ تیزی کے ساتھ واجب الادا ہوں گے...آج ادا کئے جانے والے بل یا کھولے جانے والے کریڈٹ کو مقدار، رقم، یا مدت کے لحاظ سے ان بلوں سے کسی مماثلت کی ضرورت نہیں ہوتی جو کل یا اگلے دن داخل ہو رہے ہوں گے، اور نہ ہی متعدد آج کے بلوں، یا کریڈٹوں میں سے جب وہ واجب الادا ہو جائیں ان کثیر ذمے داریوں کے زمرے میں آتے ہیں جن کے ماخذ سابقہ کئی تاریخوں پر محیط ہیں اور جو تاریخیں یکسر غیر متعینہ ہیں۔ بارہ، چھ، تین یا ایک ماہ ....کے بل اکٹھے ہو کر ایک دن کی کل ذمے داریوں کو بڑھا وا دے دیتے ہیں۔

(The Currency Theory Reviewed; in a letter to the Sctottish People" by a Banker in England. Edinburgh, 1845, pp. 29, 30 passim.)

54۔ صحیح تجارتی معاملات میں کتنا کم موجود روپیہ درکار رہتا ہے، اس کی ایک مثال کے لئے میں ذیل میں لندن کے ایک بہت بڑے گھر کی رسیدوں سے حاصل ہونے والی دستاویزات میں سے ایک رقم کر رہا ہوں۔ یہ کوئی 1856 کا واقع ہے جس کی جسامت کئی ملین پونڈ تک جاتی ہے، جس کو یہاں پر صرف ایک ملین کے سکیل تک محدود کر دیا گیا ہے۔

وصولیاں	دائیگیاں
بینکاروں اور تاجروں کے بل جو [مقررہ] تاریخ کے بعد واجب الادا ہیں: 533596 پونڈ	مقررہ تاریخ کے بعد واجب الادا بل: 302,674 پونڈ
بینکاروں سے واجب الوصول چیک وغیرہ جو ضرورت پڑنے پر بھنائے جا سکتے ہیں: 357715	لنڈن کے بینکاروں پر واجب الادا چیک: 663672
کنٹری نوٹ: 9627	بینک برطانیہ کے نوٹ: 22743
بینک برطانیہ کے نوٹ: 68554	سونا: 9427
سونا: 28089	چاندی اور تانبا: 1484
چاندی اور تانبا: 1486	کل ادائیگی: 1000000 پونڈ
ڈاکخانہ کے آرڈر: 933	
کل رقم: 1000000 پونڈ	

''سلیکٹ کمیٹی کے بینکاری کے قوانین میں سے ایک رپورٹ، جولائی، 1858،'' ص. lxxi۔

55۔ ''اس طرح سے تجارت کا انداز، سامان کے سامان سے مبادلے، یا خریدنے اور ادا کرنے کے لئے [مال کا] دینا اور لینا، سے فروخت اور ادائیگی میں بدلا جا رہا تھا۔ سودے بازی کی تمام بحث بحثی ...اب قیمت کی روپے میں اظہار پر بیان ہو سکتی ہے۔''

("An Essay upon the Publick Cradit." 3rd Ed. Lond.,1710,P.8.)

56۔ ''روپیہ...اب ہر چیز کا نمائندہ بن چکا ہے۔'' مالیات ایک ایسی 'صراحی ہے جو سامان اور اشیاء کی ایک حیران کن مقدار کو نفوذ کرتی ہے تا کہ ان زہریلے اجزاء کو حاصل کیا جا سکے۔'' ''روپیہ...تمام انسانی مخلوق پر جنگ مسلط کر دیتا ہے''۔

(Boisguillebert, Dissertions sur la natue des richesses, de l'argent et des tributs. Edit. Daire Economistes financiers, Paris.1843,

t.i,PP. 413, 419, 417 ,418).

57۔ مسٹر کریگ 1826 کی کامنز کمیٹی کے سامنے کہتا ہے: ''1824 کو، ہائٹ سن ٹائڈ کے موقعے پر Edinburgh کے بینک پر روپے کی اتنی مانگ تھی کہ 11 بجے ہی کو ان کے پاس کوئی روپیہ نہیں بچتا تھا۔ انہوں نے دیگر تمام بینکوں سے روپے کی بھاری مقداروں کی درخواست کی لیکن حاصل نہ کر سکے، چنانچہ بہت سی ادائیگیاں محض کاغذ کی خالی رسیدوں پر کرنی پڑیں، اگرچہ وہ تمام نوٹ 3 بجے تک ان بینکوں میں واپس آ گئے جن سے جاری ہوئے تھے۔ یہ محض ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں تبدیلی تھی۔'' اگرچہ سکاٹ لینڈ میں بینک نوٹوں کی اوسط موثر گردش تین ملین سٹرلنگ سے کم ہی ہے، لیکن اس کے باوجود سال میں ادائیگی کے چند مخصوص دنوں میں، بینکاروں کی تحویل میں موجود ہر ایک روپیہ جو کہ مجموعی تعداد 7,000,000 پونڈ کا ہی ایک حصہ ہوتا ہے، حرکت میں آ جاتا ہے۔ ایسے موقعوں پر روپے کو ایک خاص کردار ادا کرنا ہوتا ہے، اور روپے یہ کردار جیسے ہی ادا کر چکتے ہیں، واپس انہیں بنکوں میں چلے جاتے ہیں کہ جن سے جاری کئے گئے ہوتے ہیں۔(دیکھئے جان فولارٹن کی ''Regulation of Currencies'' لندن، 1845، ص. 86 کا نوٹ)۔ وضاحت میں یہ کہا جائے گا کہ سکاٹ لینڈ میں، جس دور میں فولارٹن، کی کتاب شائع ہوئی، اس وقت رقوم کو وصولیابی کے لئے نوٹ استعمال ہوتے تھے، نہ کہ چیک۔

58۔ بظاہر یہ سہوِ کاتب ہے۔ جب مصنف ''بالعکس'' لکھ رہا تھا تو در حقیقت اس کا مطلب ''راست'' تھا۔

نوٹ: مارکسزم اور لینن ازم سوسائٹی کی طرف سے۔

59۔ ''اگر ایسا موقع آ جائے کہ 40 ملین پونڈ سالانہ کی رقم، چاہے 6 ملین (سونا) کی یہی رقم... تو کیا اس قسم کی تبدیلی اور گردش کے لئے کافی ہو گی جیسا کہ تجارت کا تقاضہ ہے؟'' اس سوال کا جواب پیٹی اپنے روایتی ماہرانہ انداز میں یوں دیتا ہے: ''میرا جواب ہو گا کہ ہاں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر یہ تبدیلی اتنے کم عرصے کے لئے یعنی ایک ہفتے کے لئے، تو اس صورت میں اخراجات بھی 40 ملین ہی ہوں گے، جیسا کہ غریب مزدوروں اور مستریوں کے ساتھ ہوتا ہے، جو ہر ہفتہ کو اجرت بھی لیتے ہیں اور ادائیگی بھی کرتے ہیں۔ اس صورت میں 1 ملین روپے کا 40/52 ان مقاصد کا جواب مہیا کرے گا، کرایہ اور محصولات ادا کرنے کی ہماری روایت کے مطابق، پھر 10 ملین ہی درکار ہوں گے۔ لیکن اگر محصولات ادا کرنے اور ٹیکس وصول کرنے کا چکر ہمارے رسوم و رواج کے مطابق چار ماہ کا ہو تو 10 ملین درکار ہوں گے۔ لہٰذا، فرض کریں کہ ادائیگیاں متفرق دائرے کی ہیں جو ایک اور تیرہ ہفتوں تک پھیلی ہوئی ہیں، تو 40/52 میں 10 ملین کا اضافہ کر دیں، جس کا نصف ½ 5 ہو گا۔ اس طرح گویا کہ اگر ہمارے پاس ساڑھے پانچ ملین ہوں گے تو یہ کافی ہوں گے۔

(William Petty, Political Anatomy of Ireland, 1672, Edit,; Lond, 1691, pp, 13, 14)

60۔ پس ہر قانون کی یہ مضحکہ خیزیت ہے جب وہ یہ تجویز کرے کہ کسی ملک کے بینک صرف ایسی قیمتی دھات کو ذخیرہ کریں جو ملک کے اندر گردش میں رہے۔ یہ ''خوش گوار مشکلات'' اگرچہ انگلستان کے بینک کی خود ساختہ تھیں، مگر کافی مشہور ہیں۔ سونے اور چاندی کی متعلقاتی قدر کی تبدیلیوں کو تاریخ کے آئینے میں دیکھنے کے لئے کارل کارکس کی l.c.,P.136 sq ملاحظہ فرمائیں۔ سر رابرٹ پیل نے اپنے، 1844 کے بینک ایکٹ میں اس مشکل کا حل پیش کرنے کی کوشش اس طرح سے کی کہ بینک آف انگلینڈ اس شرط پر بینک نوٹوں کی جگہ چاندی کے سکّے جاری کرنے کا مجاز ہے کہ چاندی کے ریز روسکوں کی کل تعداد کسی صورت بھی سونے کے ریز روسکّوں کی ایک چوتھائی مقدار سے تجاوز نہ کر سکے۔ اس مقصد کے لئے سونے کی قدر کا تخمینہ اس کی لندن کی منڈی میں قیمت سے لگایا گیا۔

[اس کا اضافہ تیسری جرمن اشاعت میں کیا گیا۔_ ہم اپنے آپ کو ایک بار پھر سونے اور چاندی کی متعلقاتی اقدار میں آنے والی شدید تبدیلی سے دوچار پاتے ہیں۔ تقریباً 25 برس قبل سونے اور چاندی کی متعلقاتی قدر کو بیان کرنے والی نسبت ½ 15 اور 1 کی تھی۔ اب یہ تقریباً 22:1 کی ہے اور چاندی کی قدر اب بھی سونے کے مقابلے مسلسل میں گر رہی ہے۔ یہ بنیادی طور پر دونوں دھاتوں کی پیداوار کے انداز کے فرق کا نتیجہ ہے۔ قدیم زمانے میں سونا اس طرح سے حاصل کیا جاتا تھا کہ جب موسمی بارش کی وجہ سے پہاڑی چوٹیوں سے سونا ملی مٹی بہہ کر نیچے آتی تو اس کو دھو کر سونا نکالا جاتا۔ اب یہ طریقہ سودمند نہیں رہا اور اس کی جگہ اب Quartz lode کو سونا نکالنے کے عمل میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ سونا نکالنے کا ایک ایسا طریقہ ہے جو کہ قبل ازیں ثانوی حیثیت رکھتا تھا، اگرچہ قدیم انسان اس کو بخوبی جانتا تھا۔

۔(Diodorus, III, 12,14) (Diodore's v. Sicilien "Historiche, Bibliothek," book III, 12, 14. Stuttgart 1822, PP. 158261)

مزید یہ کہ شمالی امریکہ میں پتھریلے پہاڑوں کے مغربی حصوں میں نہ صرف سونا دریافت ہوا بلکہ یہ اور میکسیکو کی چاندی کی کانیں ریل کی پٹڑیاں بچھائے جانے کے سبب کھلیں، اور اس کے باعث جدید مشنری اور ایندھن کی ترسیل ممکن ہوئی اور اس کے نتیجے میں چاندی کی کانیں بہت کم اخراجات پر کام کرنے لگیں۔ تاہم اس بات میں بہت فرق ہے کہ جس انداز میں دونوں دھاتیں quartz lodes میں پائی جاتیں ہیں۔ سونا زیادہ حصے مقامی ہی ہوتا ہے لیکن تمام کی تمام quartz میں بکھرا پڑا ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے تمام کچ دھات کو توڑنا اور پھر اس

سے سونے کو پارے کے ذریعے الگ کرنا پڑتا ہے۔ اکثر quartz کے 1,000,000 گرام میں 1 سے لے کر 3 گرام تک یا شاذ و نادر 30 سے 60 گرام تک سونا ہوتا ہے۔ اس میں چاندی کی بہت کم مقدار ملتی ہے۔ تاہم یہ ان خصوصی quartz میں پایا جاتا ہے جو کہ lodes سے بہ آسانی علیحدہ کر لیا جاتا ہے، اور اس میں تقریباً 40 سے 90 فیصد چاندی پائی جاتی ہے۔ یا پھر یہ کاپر، سیسہ اور دیگر ores میں بہت کم مقدار میں پائی جاتی ہے، جو بذاتِ خود کام کا تقاصہ کرتی ہیں۔ صرف اس بات ہی سے واضح ہو جاتا ہے کہ سونا کی پیداوار کے لئے محن کی مقدار میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس کے مقابلے میں چاندی پر محن کی مقدار میں روز افزوں کمی آ رہی ہے، جس سے بجا طور پر یہ پتا چلتا ہے کہ آخر الذکر کی قدر میں کمی آ رہی ہے۔ قدر میں آنے والی یہ کمی قیمت کی اور بھی زیادہ کمی میں ظہور پذیر ہوتی جو کہ وقوع پذیر نہیں ہوئی، اگر آج چاندی کی قیمت کو عارضی طور پر ایک جگہ معلق نہ کر دیا جاتا۔ لیکن امریکہ کے چاندی کے خاصے اچھے ذخائر میں کم ہی دخل اندازی کی گئی ہے، اس طرح سے اس دھات کی قدر میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید کمی آئے گی۔ اس مقام پر ایک اور اہم عنصر یہ ہے کہ چاندی کی عام استعمال کی چیزوں اور سامانِ آرائش کی مانگ میں کمی آ رہی ہے، یعنی اس کی جگہ روغنی چیزوں اور ایلومینیم وغیرہ نے لے لی ہے۔ دُہرے دھاتی نظریہ کے تصوراتی پن کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ کہ لازمی بین الاقوامی کوٹیشن چاندی [کی قیمت کو] پرانے تناسب ½ 15 :1 تک اوپر لے جائے گی۔ زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ چاندی اپنے روپے کے منصب کو عالمی منڈی میں گنوا دے گی۔

61۔ تاجرانہ نظام جس کی رو سے سونے اور چاندی کے زائد تجارتی بیلنس کو توازن میں لانا settlement بین الاقوامی تجارت کا مقصد تھا، خود اس کے مخالفین نے دنیا کے روپے کے منصب کو بالکل غلط طور سے سمجھا۔ میں نے ریکارڈو کی مثال کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ان کی ایسے قوانین کی غلط تفہیم جو گردشی ذریعے کی مقدار کو منظم کرتے ہیں، اسی انداز میں ان کی قیمتی دھاتوں کی بین الاقوامی نقل و حرکت کی غلط تفہیم سے کس طرح آشکار ہوتی ہے (l.c.,PP.150 sq.)۔ اس کا غلط نظریہ: ''تجارت کا ایک ناسازگار بیلنس کبھی ظاہر نہیں ہوتا مگر ایک فالتو کرنسی کی صورت میں... سکّے کی درآمد کی وجہ اس کا ارزاں ہونا ہے، مگر یہ ایک ناسازگار بیلنس کا اثر نہیں بلکہ وجہ ہی ہے،'' جو کہ ماقبل ہی باربن کے ہاں نظر آتا ہے: ''تجارت کا بیلنس، اگر ہو تو، یہ روپے کو ملک سے باہر بھیجنے کا باعث نہیں بنتا؛ مگر یہ ہر ملک میں سکّے کی قیمت کے اختلاف کی وجہ سے ہوتا ہے۔'' (N. Barbon; l.c.,pp.59,60.). میک کلوچ اپنی کتاب: ''The Literature of Political Economy, a classified catalogue, lond. 1845, '' میں اس پیش بینی پر باربن کی تعریف کرتا ہے، لیکن بڑی عقل مندی سے اس کی ان بنتروں سے قطع نظر کر جاتا ہے جن میں باربن ''گردش کے اصول'' کے اپنے

احمقانہ مفروضات پیش کرتا ہے۔ اس فہرست میں حقیقی تنقید حتیٰ کہ دیانت داری کی عدم موجودگی، ان حصوں میں اپنے عروج کو پہنچتی ہے جن کو روپے کی نظریاتی تاریخ کے ساتھ منسوب کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میک کلوچ اپنی کتاب کے اس حصے میں لارڈ اوورسٹون کی خوشامد کر رہا ہے، جس کو وہ ''روپے کے تاجروں کا مسلم شہنشاہ'' کہہ کر پکارتا ہے۔

62۔ مثال کے طور پر، مالی معاونت (سبسڈی) کے بطور روپے کے وہ قرضہ جات جو جنگوں کے لئے جاری کئے جاتے ہیں یا پھر بینکوں کو اس مقصد کے لئے دئے جاتے ہیں کہ وہ نقد ادئیگیاں جاری رکھ سکیں، وغیرہ۔ یہ اس قدر کی صرف شکلِ روپیہ ہی ہے جس کی ضرورت ہے۔

63۔ ''دراصل جنس کی ادائیگی کرنے والے ممالک میں جمع وست کے طریقے کی افادیت کے حوالے سے اس سے بڑے ثبوت کی ضرورت نہیں کہ وہ بین الاقوامی ایڈجسٹمنٹ کا ہر کام عمومی گردش کی کسی بھی معقول مدد کے بغیر سر انجام دے، سوائے اس آسانی کے جس سے فرانس نے تباہ کن غیر ملکی حملے سے سنبھلنے کے بعد 20 ملین کی خطیر رقم اور جنس کا بہت بڑا حصہ جبری تاوان کے سلسلے میں ادا کیا۔ اس سے اس کی ملکی گردش میں نہ تو واضح کمی واقع ہوئی، نہ ہی مبادلوں میں میں پریشان کن اتار چڑھاؤ آیا۔

(Fullarton, I. c., p. 141) [Added in the 4th German edition._

اس کی زیادہ قابل ذکر مثال یہ ہے کہ 73-1871 میں فرانس صرف 30 ماہ کے دورانیے میں اس سے دس گنا سے بھی زیادہ تاوان ادا کرنے کے قابل ہوا، جس کا بڑا حصہ جنس پر مشتمل تھا۔ F. E.

64۔ ''روپیہ اپنے آپ کو اقوام کے ان کی ضرورت کے مطابق تقسیم کر لیتا ہے... جیسا کہ اس کو مصنوعات ہمیشہ سے کشش کرتی رہی ہیں'' (Le Tronse, l. c., p. 916)۔ ''وہ کانیں جن سے بدستور سونا اور چاندی نکل رہے ہیں، ہر ملک کو اس کی ضرورت کے مطابق معقول مقدار میں فراہم کرتی ہیں'' (جے وینڈرلین، ایل.سی.ص .40)۔

65۔ ''مبادلے ہر ہفتہ گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں، اور سال کے دوران کسی بھی مخصوص وقت میں ایک قوم کے خلاف بہت بڑھ جاتے ہیں، اور کسی اور وقت کسی دوسری قوم کے خلاف بڑھ جاتے ہیں''۔ (این باربن، ایل.سی.ص. 39)۔

66۔ یہ مختلف عوامل ممکن ہے کہ خطرناک حد تک ایک دوسرے سے متصادم ہو جائیں، جہاں کہیں بھی سونے اور چاندی کو بھی بینک کے نوٹوں کی تبدیلی کے فنڈ کے طور پر کام کرنا پڑے۔

67۔ ''روپیہ جو کچھ ملکی تجارت کے لئے حتمی لازمیت ہے، ایک جامد اجماع ہے... اور جس ملک میں یہ رکھا جاتا ہے

اس کے لئے کوئی نفع پیدانہیں کرتا،لیکن صرف اس صورت میں جب اس کوتجارت میں شامل کیا جاتا ہے اور درآمد کیا جاتا ہے‘‘(جان بیرلز،’’مضامین‘‘،ص.13)اگر ہمارے پاس بہت زیادہ سکّے ہیں تو کیا؟ ہم اس میں سب سے بھاری کوڈھال سکتے ہیں اور سونے،چاندی کی بہترین پلیٹیں بنا سکتے ہیں،برتن وغیرہ بنا سکتے ہیں۔یا پھر اس کو شے کے بطور باہر بھیج سکتے ہیں،جہاں اس کی ضرورت یا حاجت پائی جاتی ہے،یا اس کو وہاں سود پر دیتے ہیں جہاں سود کی شرح زیادہ ہو۔‘‘(ولیم پیٹی:"Quantulumcunque,"ص.39)’’روپیہ ایک ریاست کی چربی کے سوا کچھ نہیں...جیسے چربی پٹھوں کی حرکت میں روانی پیدا کرتی ہے،غذا کی کمی کو پورا کرتی ہے،غیر ضروری خلاؤں کو پُر کرتی ہے،جسم کو پر کشش بناتی ہے؛اسی طرح سے روپیہ ایک ریاست کے[کاروباری]عمل میں تیزی لاتا ہے،قحط کی صورت میں باہر سے خوراک لانے کا باعث بنتا ہے؛اکاؤنٹوں میں درستی لاتا ہے اور مکمل خوبصورتی پیدا کرتا ہے؛اگرچہ بالخصوص اس شخص کے لئے جس کے پاس یہ وافر مقدار میں ہو۔‘‘

(W. Petty,"Political Anatomy of Irland,"p.14.)

اس اقتباس کو مارکسسٹس انٹرنیٹ آرکائیو کے لیےابن حسن نے ترتیب دیا۔

کمپوزنگ: امتیاز حسین،بن حسن

پروف ریڈنگ: ابن حسن

اپنی رائے اورتجاویز کے لیے درج ذیل پتے پر رابطہ کریں۔

hasan@marxists.org